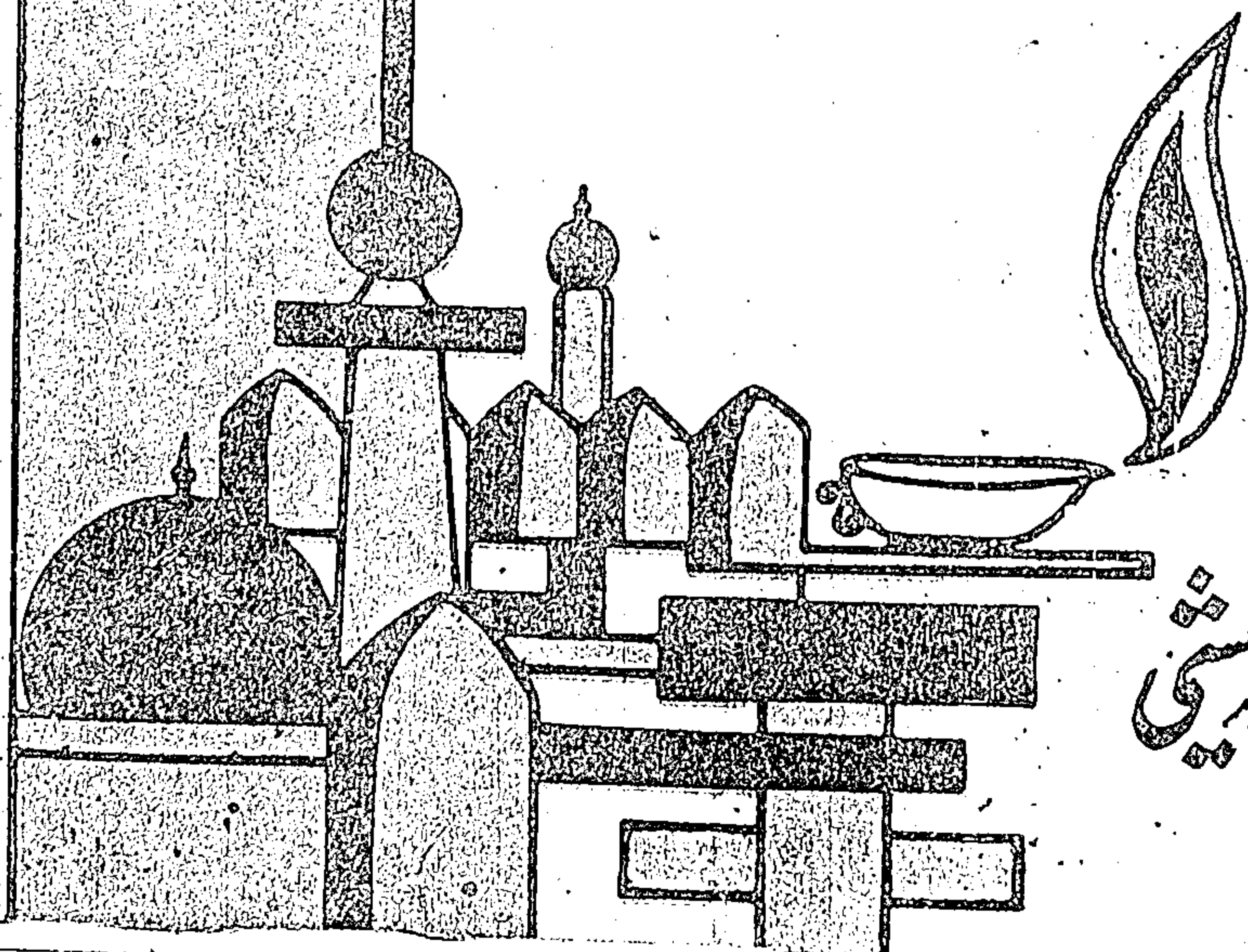


تذکرہ
اولیائے جبرافت

مصنف
ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ دہری

اوپے گجرات



ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی

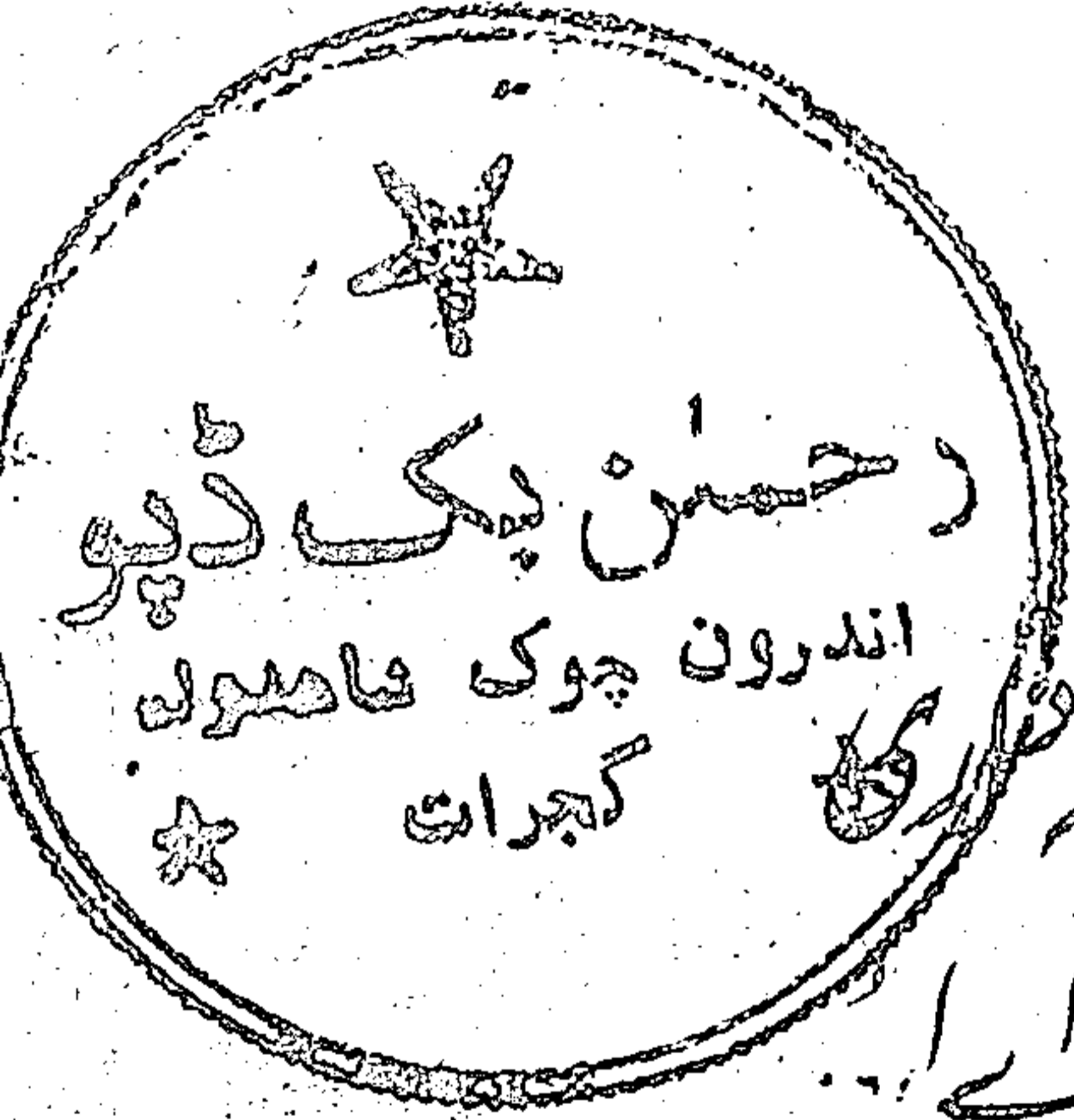
شاہین پبلک لائبریری (فری)

زیر برقی
مچھیانہ ضلع گجرات

مجاہد اقبال شاہین
Ph. 0433-81794

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تذکرہ اولیائے گجرات



ڈاکٹر احمد حسین احمد فاضلہ

ایم اے عربی، ایم اے فارسی، ایم اے

پہلی - ایچ - ڈی (عربی)

خواجہ برادر

کرہ نمبر 404، فضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ

انتہام محمد علی چودھری

تعداد: ۵۰۰

بازاول

پریس:

قیمت: ۲۲/۰ روپے

فہرست

۲۲	شاہ شجاع ۳۲
۲۳	حضرت ابو بکر ۳۲
۲۴	سید میراں فاضل گجراتی ۳۲
۲۵	سید ابوالفتح گجراتی ۳۳
۲۶	شاہ جہانگیر ۳۳
۲۷	شاہ حسین ۳۴
۲۸	پادہ کی شاہ ۳۴
۲۹	اولیائے قلعہ دار ۳۴
۳۰	پیر حیدر شاہ ۳۵
۳۱	شاہ پھول ولی ۳۵
۳۲	شاہ لالی ۳۵
۳۳	حافظ محمد جمال ۳۵
۳۴	حافظ محمد جمیل ۳۵
۳۵	حافظ محمد محفوظ ۳۵
۳۶	حضرت عبد الجلیل ۳۶
۳۷	ملا نور دین ۳۶
۳۸	حاجی سعد اللہ ۳۷
۳۹	حافظ محمد حیات نوشاہی ۳۸
۴۰	حافظ محمد جمال اللہ ۳۸
۴۱	شیخ عصمت اللہ نوشاہی ۴۰
۴۲	شاہ نصرت اللہ نوشاہی ۴۱

۱	سختنہائی گفتنی ۹
۲	ویساچہ ۱۳
۳	حضرت میراں بیگم تہ نہ کی ۱۷
۴	پیر سبز عساز کی ۱۷
۵	شاہ سرمست ۱۷
۶	شیخ الہ داد سری ۱۸
۷	شیخ محمد آہن ۱۸
۸	حضرت شاد دولہ دریائی ۱۹
۹	حضرت نوشہ گنج بخش ۲۲
۱۰	حضرت صالح محمد ۲۳
۱۱	حافظ محمد بہ خور دار نوشاہی ۲۵
۱۲	شیخ پیر محمد سچیاہ ۲۶
۱۳	قاضی رضی کنجاہی ۲۷
۱۴	نوشی محمد کنجاہی ۲۸
۱۵	محمد تقی مجازوب ۲۹
۱۶	عبد الحمید نوشاہی ۲۹
۱۷	میاں میہوں ۳۰
۱۸	میاں فتح محمد المعروف بابا پھنڈہ ۳۰
۱۹	شاہ شریف ۳۱
۲۰	بابا قطب شاہ ۳۱
۲۱	میاں جعفر کنجاہی ۳۲

حافظ اعظم ۵۹	۶۵
سید محمد شاہ ۵۹	۶۶
مفتی محمد یونس ۵۹	۶۶
میاں احمد جی ۵۹	۶۸
حافظ غلام محمود ۶۰	۶۹
سید جہد شاہ ۶۰	۷۰
سید نور شاہ ۶۱	۷۱
مولوی محمد ابراہیم کنجاہی ۶۱	۷۲
خواجہ عبدالرحیم ۶۳	۷۳
حضرت غلام غوث ۶۳	۷۴
حضرت غلام محمد ۶۴	۷۵
حافظ نصر اللہ ۶۴	۷۶
محمد قاسم ابوالوفا ۶۵	۷۷
سید نور احمد ۶۶	۷۸
حافظ الہی بخش ۶۶	۷۹
سید محمد بقا اللہ ۶۷	۸۰
سید عباد اللہ شاہ ۶۸	۸۱
غازی عبداللہ ۶۹	۸۲
شیخ ذاکر ولد شیخ سعید ۶۹	۸۳
شیخ اللہ ۷۰	۸۴
پیر شیر غازی ۷۰	۸۵
حافظ فتح اللہ ۷۰	۸۶

میاں رحمت اللہ ۴۲	۴۳
شیخ سعد اللہ ۴۳	۴۴
سید غایت اللہ زاہد ۴۳	۴۵
حضرت محمد اکرم ۴۴	۴۶
حضرت سلطان محمد ۴۵	۴۷
شاہ بلاق ۴۶	۴۸
میاں کالا ۴۶	۴۹
ابوسعید مرتاض ۴۶	۵۰
حکیم بایزید ۴۶	۵۱
ملا فقیر اللہ اخوند ۴۶	۵۲
شاہ جمال ۴۷	۵۳
شاہ سلطان ۴۷	۵۴
شاہ درگاہی ۴۷	۵۵
سید عبدالواسع ۴۷	۵۶
شیخ حقو ۴۸	۵۷
شاہ بھولا ۴۹	۵۸
شیخ محمد عارف ۵۰	۵۹
بابا شرف شاہ ۵۰	۶۰
شاہ سرمست ۵۳	۶۱
بابا جنگو شاہ ۵۳	۶۲
شاہ سائل کنجاہی ۵۴	۶۳
حافظ نور اللہ ۵۸	۶۴

بابا نظام الدین ۶۹	۱۰۹
حضرت قاضی سلطان محمود ۸۰	۱۱۰
حضرت محبوب عالم سیدو کی ۸۱	۱۱۱
محمد اکبر شاہ ۸۲	۱۱۲
محمد حیرانغ ۸۲	۱۱۳
پیر غلام سرور شاہ ۸۲	۱۱۴
غلام محی الدین ۸۳	۱۱۵
پیر سلطان احمد ۸۳	۱۱۶
سائیں کرم الہی مجذوب ۸۳	۱۱۷
حاجی محمودین ۸۴	۱۱۸
سید محمد آمین ۸۴	۱۱۹
سید محمد شاہ ۸۵	۱۲۰
سید جواد شاہ ۸۵	۱۲۱
صاحبزادہ محمد آمین ۸۶	۱۲۲
سید بہار شاہ ۸۶	۱۲۳
سید حاکم شاہ ۸۶	۱۲۴
سید جواد شاہ ۸۸	۱۲۵
سید حامد شاہ ۸۹	۱۲۶
نور الدین گنجوی ۸۹	۱۲۷
مولوی ابراہیم قادری ۱۰	۱۲۸
محبوب عالم ۹۱	۱۲۹
غلام محی الدین ۹۱	۱۳۰

میان نور جمال ۷۰	۸۷
سید محمد حسن ۷۰	۸۸
حافظ سعد اللہ ۷۰	۸۹
سید روح اللہ ۷۱	۹۰
سید غلام علی شاہ ۷۱	۹۱
سید نظام الدین ۷۱	۹۲
میر شاہ ۷۱	۹۳
سید محمد شاہ ۷۱	۹۴
حافظ شاہ کی ۷۱	۹۵
مولوی صدر الدین ۷۲	۹۶
حافظ خان محمد ۷۲	۹۷
حافظ عبداللہ شاہ ۷۳	۹۸
مولوی شکر اللہ ۷۳	۹۹
سید خان عالم ۷۴	۱۰۰
محمد صالح کنجاہی ۷۴	۱۰۱
غلام محی الدین کنجاہی ۷۵	۱۰۲
شیخ قتل احمد ۷۵	۱۰۳
سید مکھن ۷۶	۱۰۴
غلام رسول ۷۶	۱۰۵
غلام مصطفیٰ اور غلام عبداللہ ۷۶	۱۰۶
سید عبداللہ شاہ گجراتی ۷۷	۱۰۷
سید فضل شاہ ۷۷	۱۰۸

۱۵۰	غلام شاه نوشاهی ۱۱۰
۱۵۱	سرکار بحر العلوم ۱۱۱
۱۵۲	سید چرخ محمد شاه ۱۱۲
۱۵۳	سید مست شاه ۱۱۵
۱۵۴	سلطان محمد ۱۱۵
۱۵۵	فقیر الله ۱۱۵
۱۵۶	عبد الرسول ۱۱۵
۱۵۷	عظمت الله ۱۱۵
۱۵۸	قمر الدین ۱۱۶
۱۵۹	فضل حسین ۱۱۶
۱۶۰	حسن محمد ۱۱۶
۱۶۱	نظام الدین ۱۱۶
۱۶۲	محمد حسن ۱۱۷
۱۶۳	فضل عالم ۱۱۷
۱۶۴	پیر محمد ۱۱۷
۱۶۵	محمد انور شاه ۱۱۷
۱۶۶	فتح محمد ۱۱۷
۱۶۷	احمد دین ۱۱۷
۱۶۸	فضل شاه ۱۱۸
۱۶۹	معصوم شاه ۱۱۹
۱۷۰	سبحان علی ۱۱۹
۱۷۱	انور علی ۱۱۹
۱۷۲	ابوالکمال برق ۱۱۹
۱۷۳	معروف حسین شاه ۱۲۰
۱۷۴	نوگین بزرگ ۱۲۱
۱۷۵	کتابیات ۱۲۲

۱۳۱	پیر خادم حسین ۹۱
۱۳۲	سیار غلام مصطفی نوشاهی ۹۱
۱۳۲	مولوی حبیب الله ۹۲
۱۳۴	قاضی عبدالحق ۹۲
۱۳۵	پیر ولایت شاه صاحب ۹۵
۱۳۶	مولوی لغمت الله ۹۵
۱۳۷	قاضی محبوب عالم ۹۶
۱۳۸	سیار شریف احمر شرافت ۹۶
۱۳۹	سیار فضل حسین شاه ۹۹
۱۴۰	سائین چیت ۹۹
۱۴۱	سائین کرم علی شاه ۱۰۰
۱۴۲	کالوشاه صاحب ۱۰۲
۱۴۲	مولوی عبدالحمید ۱۰۲
۱۴۳	بزرگان نوشاهی باشمی ۱۰۳
۱۴۵	حافظ سید محمد باشم شاه دریا دل ۱۰۳
۱۴۶	سید محمد سعید شاه دولان شریف ثانی ۱۰۶
۱۴۷	سید محمد براهیم شاه ۱۰۷
۱۴۸	حافظ سید خان ملک شاه ۱۰۸
۱۴۹	حافظ سید حسن محمد شاه عارف ۱۰۹

سخن ہائے گفتنی

گجرات کی سرزمین مردم خیزی کے لحاظ سے پنجاب بلکہ ہندوستان میں مشہور ہے۔ علم و حکمت کی ترویج کے سلسلہ میں دانشوروں نے اس کو خطہ یونان کہا ہے اس کو خطہ بغداد بھی کہتا ہوں۔ کیونکہ اس خطہ میں بے شمار عالمان وین اور دانشور لوگ پیدا ہوئے جن کی علمی فصیحت کے باعث اس خطہ کو خطہ یونان کا خطاب ملا۔ ان دانشوروں کے ساتھ ساتھ اس علاقہ میں کچھ ایسے برگزیدہ لوگ جنہیں صوفیائے کرام کے خطاب سے پکارتے ہیں، پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کیں۔ طالبان حق پروانہ واران کی طرف بڑھے۔ ان سبھی پنجاب بلکہ پاک و ہند میں روشنی ہی روشنی پھیلی۔

نام نیکو رنگان صنائع مکن کے سلسلہ میں مدت سے آرزو تھی کہ ایسے برگزیدہ بابائے نقوش جو اب لوگوں کے دلوں میں مستحکم ہیں۔ صفحہ قرطاس پر بھی نقش ثبت کر دیئے جائیں۔ زمانہ بڑی سرعت سے بدل رہا ہے۔ پرانی روایات مٹتی جا رہی ہیں۔ اولیٰ نیا دور اپنے پاؤں مصنوعی سے چما رہا ہے۔ پرانی تہذیب مٹ جائے گی۔ اور ان لوگوں کے کارنامے بلکہ نام و نشان نسیمیا ہو جائیں گے۔

آج سے کوئی سال پہلے گجرات کی تمدنی تاریخ مرتب کرنے کا کام شروع

کیا۔ اور پھوڑے ہی عرصہ میں خطہ گجرات میں پیدا ہونے والے اطباء، صوفیاء، علماء، شعرا، (عربی، فارسی، اردو، پنجابی، خطاط، قدیم درسگاہوں، کتب خانوں، نامور خاندان نامور شخصیتوں کا ایک مبسوط تذکرہ کوئی چودہ سو صفحات پر مشتمل جمع ہو گیا جس کے ابتدا میں گجرات کی قدیم و جدید تاریخ کا اضافہ کر کے گجرات کی تمدنی تاریخ کا کام مکمل کر دیا جن بزرگزیدہ، سستیوں، علماء، صوفیاء وغیرہ کا ذکر اور پر آیا ہے۔ ان میں میر سے خاندان کے بزرگوار کا کچھ حصہ ہے۔ اس رعایت سے اس موضوع سے میری حقیقی دلچسپی رہی۔ اور اس دلچسپی کے ساتھ ساتھ کچھ معلومات کا ذخیرہ میرے قلب و ذہن کے علاوہ میری ذاتی لائبریری میں جمع ہوتا رہا۔ زمانہ بڑی بڑی سرعت سے بدل گیا۔ پرانے خاندانوں سے پرانی روایات یک قلم مٹا دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی میں نے ان روایات اور حکایات کو سینے سے لگایا ہوا ہے۔ اور اب جب کچھ اسی طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مجھ پر اخلاقی فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ ان معلومات کو مستحکم کر جاؤں۔ تاکہ آنے والے لوگ شاید کسی وقت اس کی ضرورت محسوس کریں۔ خدا کا پھر شکر ادا کرنا ہوں۔ کہ میں نے اپنا اخلاقی فریضہ ادا کر دیا۔ اور اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق اپنے اسلاف کے احوال و آثار مستحکم کر دیئے ہیں۔ اب ان کو سنبھالنا ملک و ملت کا کام ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

احمد حسین احمد گجرات جون ۱۹۶۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

از شحات قلم جناب ڈاکٹر انا احسان الہی صاحب ایم اے عربی، پی ایچ ڈی جو منی

پی ایچ ڈی پنجاب، استاذ شعبہ معری پنجاب یونیورسٹی اور ٹیلی کالج لاہور

سرزمین گجرات کو قدرت نے کیا کچھ عطا نہیں کیا۔ بابا دیاں شادا ماں ہیں تو بے حساب

رعنائیاں تا بانیاں ہیں تو لا جواب، قدیم و جدید کے دہائے یہاں ملتے ہیں مشرق و مغرب

کی خوبیوں کا سنگم یہیں ہے۔ یہیں سے اہل ہنر اٹھے تو باکمال، اہل علم پیدا ہوئے تو بے مثال

اس کی گوہ میں حسن و عشق کے افسانے پرورش پائے۔ اس کی مٹی کو مجاہدین اپنے خون سے

رنگین بناتے رہے۔ بڑے بڑے نامور فاتحین اسی کے میدانوں میں فرود کشی ہوئے۔ اسی کے

مرغزاروں میں شہنشاہوں نے اپنے کرم اور اپنے عزم و حشم کے جلو میں منزل کی۔

غرض گجرات کو بہت سی فضیلتیں حاصل رہی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زایدین چناب

جو علم آب پاکیزہ سے دھلی ہوئی اس وادی کے سینے میں سینکڑوں اصفیاء و اقیاء کے

آثار محفوظ ہیں جنہوں نے اپنے ظاہر و باطن کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے وقف کر دیا

اور جملہ دنیاوی جھیلیوں سے دل کو منقطع کر کے اپنے رب العزت کی محبت سردی سے معمور کر دیا

یہ وہ فانی بالنفس اور باقی باللہ ہیں جنہوں نے عمر بھر خدایتِ خلق کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ یہ وہ طابع

سے رستگار اور حقیقتہ الحقائق سے ہم کنار ہیں جنہوں نے اپنے دل و دماغ کو غیر اللہ کے تصور سے

پاک رکھا۔ انہوں نے علم و حکمت اور حقائق و معارف کی شمعیں روشن کیں اور خاندانِ سید کو بقعہ نواز

بنادیا۔

میرے برادر عزیز پروفیسر احمد حسین قریشی قلعہ واری ایم اے نے ان ٹٹماتے ہوئے

چراغوں کو آراستہ کر کے ایک فانوسِ مرصع کی شکل میں پیش کیا ہے۔ پروفیسر احمد حسین قریشی

خود بھی علمائے گجرات کے ایک قدیم اور نامور خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کی یہ کوشش

اولیائے گجرات کے تعارفی تذکرات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک مختصر سا تذکرہ ہے جو بڑی احتیاط سے مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہ انہیں دونوں جہانوں کی برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

بطور تہنہ یا ضمیر نہیں بلکہ بطور تکماہ میں اس تذکرے میں عمدۃ العارفین، قدوۃ الزاہدین پروفیسر احمد حسین قریشی کا نام گرامی بھی دلج کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ غیرتاً مخطوطات جمع کرنے کا ذوق ان کی ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے وہ اپنی کرامت نفسی کو خلافت کی نگاہوں سے چھپائے پھرتے ہیں۔ فلمی نوادروں ہم کرنا تو بادشاہوں کا شغل رہا ہے اور یہ ہنگامہ شغل ہے۔ یہ شغل انہیں کوراس آتا ہے۔

اس صبر و توکل کے پیکر نے رزقِ حلال سے کچھ لیا تو صرف قوتِ لامبوت لیا۔ باقی سب کچھ مخطوطات کے تحصیل کی نذر کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی ذات میں شکستہ مزاجی ان کی شکستہ حالی سے باہم بغل گیر ہونا دیکھتے ہیں۔ ان کا تاریخی نام ہے اور اپنے دور کے فضلاء نامدار اور علمائے کبار سے کسب فیض کیا۔ میری دعا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ پروفیسر قریشی احمد حسین کو اپنے مشاغل و مقاصد میں سرفرازی و سر بلندی عطا فرمائے اور دنیا سے علم و حکمت کے لیے ان کی کوششیں لشکانِ آبِ زلالِ حکمت کے لیے مشعلِ راہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔

(احسان رانا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ویباچہ

صوفیائے کرام حضرت آدم کی اولاد سے ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے تصوف یعنی ذہنی اور جسمانی کردار کی صفائی کو اپنا شعار بنایا۔ اور احکام الہی کی عملی شکل پیش کی۔ اس لئے تصوف کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود ہی نوع انسان کی تاریخ اللہ تعالیٰ کے پاک لوگ اعمیٰ پیغمبران حتیٰ اسی مشن کے لئے مبعوث ہوئے۔ اس تصوف کی ہیئت کذائی خود ہی نوع انسان کی ہیئت کذائی کے ساتھ ساتھ

تبدیل ہوتی رہی۔ ہمارے موجودہ تصوف کی عظیم عمارت ان الدین عند اللہ الاسلام کی بنیادوں پر استوار ہوئی جس دین کے بانی آقائے نامدار سرور کائنات خواجہ مخلوقات

جناب نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس دین کی آواز کوہ حرا سے بلند ہوئی۔ عرب کے ریگستان میں پھیلی۔ اور سرزمین پاک و ہند میں براستہ ایران وارد ہوئی

اس اسلام کی اشاعت و تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق کا اعلیٰ منصب اس

پاک دین کے علمائے کرام و صوفیائے عظام کے حصہ میں آیا۔ جنہوں نے اپنے قول و فعل کی زندہ تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی۔ حضرت علی جویری المعروف داتا گنج

بخش، خواجہ معین الدین چشتی، بابا فرید الدین گنج شکر اس دین کی چلتی پھرتی تفسیر ہیں۔ ان لوگوں کی بدولت دین اسلام پھیلا اور خوب پھیلا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام ائمہ نے سید المرسلین کی وفات کے بعد دین اسلام کی پشت پناہی انہی پاک لوگوں کے افعال و کردار نے کی۔ اور آج تک اسلام انہی لوگوں کے دم قدم سے زندہ و پائندہ ہے۔ یہ لوگ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے۔ اور رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کیں۔ روشنی پھیلی اور اُجالا بڑھا۔ اور اعلیٰ کلمۃ الحق کی صدا گھر گھر گونجی۔

گجرات کا خط اس سلسلہ میں کسی صورت میں مستثنیٰ نہیں رہا۔ بلکہ اس خط میں رشد و ہدایت کے وہ چراغ ہوئے جن کی روشنی آج تک بھی تابندہ و پائندہ ہے۔ اسلامی تصوف کی بنیاد عرب و ایران، خراسان میں رکھی گئی۔ اور صوفیاء کے متعدد فرقے معرض وجود میں آئے ہیں۔ ان میں سے اکابر فرقے، قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت شیخ نجمی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۶۲ھ ہیں۔ چشتی سلسلہ کی بنیاد حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ متوفی ۶۳۲ھ نے رکھی۔

سہروردیہ سلسلہ کے بانی جناب شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ اور نقشبندی فرقہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۹۱ھ ہیں۔

سرزمین پاک و ہند میں انہی خاندانوں کے سلسلے پھیلے۔ اور روشنی بڑھی بعد میں ان خاندانوں سے صوفیاء کے بہتر خاندان بنے۔ اور بہتر سے کئی بہتر نے جنم لیا۔ حقیقت میں وہ انہی اکابر چار سلسلوں کی شاخیں ہیں۔ خود گجرات میں انہی خاندانوں سے نئے خاندان پیدا ہوئے۔ سلسلہ نوشاہیہ، شاہ ولیہ اس کی روشن مثالیں ہیں۔ مجددیہ اولیاء کا سلسلہ

ان سے علاوہ ہے۔

ہم اس مختصر کتابچہ میں گجرات کے صوفیا کا تذکرہ درج کریں گے۔ یہ تذکرہ سلسلہ وار نہیں بلکہ تاریخ وار یا ادوار می اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب میں ہم نے چار دور قائم کئے ہیں۔ مغلیہ دور، خالصہ دور، انگریزی اور پاکستانی دور۔ یہ ادوار قطعی طور پر حد فاصل نہیں ہو سکتے کیونکہ انگریزی دور میں پیدا ہوئے۔ اور خالصہ دور میں وفات پائی۔ یا بعض لوگ خالصہ عہد میں پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے انگریزی عہد اور پاکستانی بھی دیکھا۔ اس لئے ادوار کی ابتداء کی خاطر ہم نے تاریخ ہائے وفات کو حد فاصل قرار دیا ہے۔ جو کوئی بزرگ جس دور میں فوت ہوا۔ اس دور کا بزرگ قرار دیا گیا ہے۔

صوفیائے کرام کا سلسلہ اگرچہ پاک و ہند میں سلطان محمد یا محمود غزنوی کے دور سے شروع ہوتا ہے لیکن گجرات کے علاقہ میں مغلیہ دور سے قبل کے کسی بزرگ کی نشان دہی نہیں ہو سکی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مغلیہ عہد سے پہلے یہاں کوئی بزرگ پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا۔ کہ ان لوگوں کے نام اور کارنامے دستبروز زمانہ سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ نوگزے بزرگ اس موضوع کا ایک اور حصہ ہیں۔ پنجاب اور بالخصوص گجرات میں ایسے لوگوں کی قبریں ملتی ہیں۔ یہ لوگ قبل از اسلام کے زمانہ سے متعلق ہیں۔ کچھ لوگ ان کو پیغمبر یا پیغمبروں کی اولاد بتاتے ہیں۔ ان کے احوال محض زبانی روایات پر مبنی ہیں۔ ہم نے ان زبانی روایات سے ان لوگوں کا تذکرہ بس شامل کتاب بنا کر دیا ہے۔

یہ تذکرہ ابھی اس موضوع پر حاوی و ساری نہیں۔ بلکہ ایک مقالہ یا مضمون کی حیثیت رکھتا ہے جس میں ضلع گجرات میں بسنے والے ولی اللہ لوگوں کا تعارف چند سطور میں کر دیا گیا ہے۔ جو کہ میری کتاب گجرات کی تمدنی تاریخ کا ایک باب ہے۔ اس موضوع پر مستقل کتاب نہیں۔

انشاء اللہ مستقبل ترقیاً

میں ان بزرگوں کے مفصل حالات زندگی اور ان کے ساتھ دیگر ولی اللہ لوگوں کے حالات جو اس مقالہ کی تازہ دین کے بعد جمع ہوئے ہیں۔ بالخصوص سادات معین الدین پورہ منگرواں بابا قطب شاہ صاحب ساکن میانپنڈی کی اولاد، حضرت شیخ الہ داد سہمی مدفون گنڈھہ کی اولاد کے جامع تذکرے دستیاب ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ان کے تفصیلی حالات اور ان بزرگوں کی تعلیم و کردار و اطوار اور طریقہ ہائے رشد و ہدایت ہر ایک جامع کتاب میں پیش کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

احمد حسین احمد

حضرت میراں بیگم ترمذی

آپ کا سلسلہ نسب ۲۳ پشت سے حضرت امام حسینؑ شہید کربلا
رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ ۱۸۴۰ء میں ترمذ سے ہندوستان میں تبلیغ اسلام
کی خاطر وارد ہوئے۔ پہلے وہاں پھر مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے رانپور سیدا
میں مقیم ہوئے اس سے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ آپ کی اولاد سے سید پر
ولایت شاہ صاحب نے چالیس سال گجرات میں درسِ تجوید القرآن و حفظ قرآن
جاری رکھا جس سے ہزاروں لوگوں نے قرآن پاک حفظ کیا۔ اور پڑھا۔ پھر ولایت شاہ
صاحب حال ہی میں فوت ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر مناسب مقام پر درج کیا جائیگا۔

پیر سہر غازی

آپ کا مزار کچھ ضلع گجرات میں موجب برکات و کرامات ہے۔ کہتے
ہیں۔ یہ بزرگ حضرت امام علیؑ کے لشکر میں تھے۔ جب حضرت امام علیؑ الحق
سیالکوٹی نے سالباہن راجہ کے ساتھ لڑائی کی اس جنگ میں پیر سہر غازی کا
سرتن سے جدا ہو گیا۔ اور صرف سن لڑنا کچھ تک پہنچ آیا۔ اور یہیں گر گیا۔ اور
دفن کر دیئے گئے۔ سر مبارک سیالکوٹ میں ہے۔ وہاں بھی آپ کا مزار موجود ہے
واللہ اعلم بالصواب۔ آپ کے روضہ میں داخل ہوتے ہی ایک کیفیت طاری ہوتی
ہے۔ جو آپ کی بزرگانہ عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ سن وفات معلوم نہیں۔

شاہ سہر مست

مغلیہ عہد حکومت میں لالہ موسیٰ کے قریب ایک بہت بڑے بزرگ گرنے

ہیں۔ اُن کے نام سے ایک گاؤں اب بھی آباد ہے عزیز حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

شیخ الہ داد سہری

شیخ الہ داد سہری حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد سے تھے جاتے ہیں۔ آپ جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں قریشی والا ضلع ملتان سے ایک پارسہ اہری سے ہوتے ہوئے گندھڑہ متصل گجرات میں مقیم ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے جوہ کشمیر کا عزم کیا۔ تو آپ کے حضور میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ کی دعا سے کشمیر فتح ہوا۔ بادشاہ نے شاہی جاگیر کے لئے فرمان جاری کیا جس کی رو سے آپ کو پانچ سو بیگمہ زمین بطور جاگیر عطا ہوئی۔ آپ کی بیشمار کرامات قرب و جوار میں مشہور ہیں۔ راقم احمد حسین نے ان کے مسلسل حالات اور ان کی اولاد کا ایک علیحدہ ضخیم تذکرہ مرتب کیا ہے۔ جس میں شاہی فرامین اور دیگر حالات تفصیل سے درج کئے ہیں۔ آپ نے ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ قطعات تاج راقم نے لکھے۔ میر سے ہی ایما سے آپ کے مزار پر روشہ شریف تعمیر ہوا۔ اور یہ قطعات مزار کے سربانے روضہ میں درج ہیں۔

امام عارفان آل شیخ سہری بنام خویش معرو فی الہ داد
ازیں دار فنا چوں زحمت برداشت
بہر سوزفت آہ فریاد فریاد
امام عارفان قطب زماں ساں
ز شاہی او شمر این جملہ اعدا
سن خویش بگو آہ شیخ پاکاں
یا حسد ہاتف غیبی ندا داد ۱۰۱۱ھ

ماخذ: "شیخ الہ داد سہری اور اُن کا خاندان" مصنفہ راقم احمد حسین احمد

شیخ محمد امین

شیخ الہ داد سہری قریشی صدیقی ساکن گندھڑہ ضلع گجرات کے فرزند دوم تھے

العزیز پیرانی چشت اہل بہشت ہم فیضِ کامل ہوئے رسید۔ وازگانانِ وقت گشت در
 ہنگامِ طغولیتِ ماورہ پدش برحمتِ حق پیوستند۔ ووے یتیم بے پدر و ماورہ بماند۔ و بعضے
 ناحق شناساں بروے مسئولی شدہ۔ اور بادست ہندواں فروختند۔ چوں درحالت بندگی
 وے مالکِ خود را از خدمتِ ثلاثہ خود خوشنود ساخت۔ وے اورا آزاد نمود و وے
 خلعتِ آزادگی دربر پوشیدہ بخارمت سیدنا سمرست سیالکوٹی کہ قطبِ وقت بود رسید
 مرید شد۔ و چند سال در خدمت وے حاضر ماند۔ و شیخ رامرید سے دیگر بود و ولانا نام و
 میںخواست کہ لغتِ باطنِ بوے از زانی دار و چوں وقت شیخ باختر رسید۔ از اندرونِ حجرہ
 آواز داد۔ کہ اسے دولاپیا۔ آں دولا در آں وقت حاضر نہ بود۔ شاید ولہ حاضر شد۔ گفت
 من ترا نبیِ طلسمِ دولا را می خواہم۔ شاید ولہ واپس آید۔ بر دروازہ حجرہ نشست۔ بعد ساعتی
 شیخ باز دولا را آواز داد۔ او حاضر نہ بود۔ شاید ولہ حاضر گشت۔ شیخ لغتِ باطنِ بوے
 اختیار نمود، و گفت ہر کہ امولا بدہد شاید ولہ کہہ دو۔ ایں گفت و برحمتِ حق پیوست۔ پس
 شاید ولہ را مدتی سکرو جذب و مستی لاحق حال ماند یکہ فرائض و سنن ہم از وے
 ترک می گشتند و درویران با پلنگاں و شیراں انس داشتی چوں بہوش آید در باب فتوحاتِ ظاہری
 و باطنی بروے مفتوح گشتند۔ خوارق و کرامات بے حساب از وے بظہور میآیدند و خلق کثیر
 از حاجت مندان دنیا و عقبی بخدمت وے حاضر آمدہ۔ بحر اوت خود می رسیدند و سماعِ طیب
 چوں شاہین و باز و شیر و پلنگ بسیار در سرکار وے می بودند۔ و وے دست بر خزانہ غیب
 داشت نذر نقد لے شمار و بے حساب خرچ می کرد۔ بمساکین می داد۔ لنگرہا عظیم جاری می
 کرد۔ عمارتِ عالی از قسم یاہ و سراسے و پیل و مسجد تعمیر می فرمود۔ چنانچہ عمارت وے در گجرات
 و سیالکوٹ و غیرہ تا حال یادگارے وے باقی اند۔ سرکار وے مثل سرکار امرا ملوک بوے
 استغراقِ دوہم شہود و حقانی داشت۔ اکثر اوقات از ماسوائے اللہ بیخبر می بود۔ و سرور مراقبہ
 می داشت۔ و با وجود تعلق بسیار مجرد بودے۔ غرض از مشائخ متاخرین فتوحے کہ اورا در عالم

ظاہر و باطن حاصل شد۔ احد سے راز مشایخ گرام پیسٹرنہ گریوید۔ ہر چہ کہ از تخیر و شہر از زبانش
بر آمد کے ہم بظہور رسیدے و پیر و عائے و کے گاہ از نشانیہ خطانہ رفت و در سماع و وجد
و تواجد غلو سے تمام داشت مجلس عالی و کے گاہ از سماع خالی نبودے وقت حاسداں و معاہدائے
و بلائیای خشک بروے محضے نوشتند۔ و در سد و و کے ایذا سے و کے گشتند۔ از شاہچہا
با و شاہ کہ حاکم بے تعصب بود۔ بنیاد ایذا سے و کے زردا و۔ اگر کسی بے اولاد و برائے حصول
اولاد و خدمت و کے استند عائے و عابجباب کبریا کہ و کے۔ فرمودے۔ کہ اگر لیسر کلاں نظر ماکنی۔ اولاد
از در گاہ خالق حقیقی تو عطا خواهد شد۔ سائل قبول حی کرد و لیسر اول بخانہ اش پیدا شدے۔ اور اچند
علامات حی بود۔ اول سر او خور و بودے دو م گنگ و بے زباں سوم مجذوب مسلوب الجواس۔
چوں لیسر بایں صورت پیدا می شد۔ والدین اورا بخصور شاہ آوردند و و کے قبول فرمودہ نژد و خود
می داشت ہم چنین صد ہا طفلان با اسم موش شاید ولہ موسوم می بودند۔ بخدمت و کے حاضر می
بودند۔ و خوراک از نگرے و بی یافتند۔ چنانچہ این خارق تا حال از مزار پر الوار و کے جاری است۔
و ہر سال از ہمالک دور دراز طفلان کہ بنام موش شاید ولہ موسوم از ہزار گویہ بار و کے میآیند
و خواہان اولاد را از شہر ہائے دور ہزار گویہ بار آمدہ یک ولد از اولاد خویش نذرانہ شاہ قبول
نمودہ میر و تدبیر چوں در خانہ اینثال بہ ہماں شکل و شباهت بچہ پیدا می کرد و اورا ہزار میرساند
چنانچہ بدیں سال کہ تالیف کتاب است چہار پچہ نژد مادہ ہماں شکل و شباهت ہر مزار
موجودند۔ و صاحب معارج الولاہیت میفرماید۔ کہ بندہ بوقت سفر حسن ابدال بخا
شاید ولہ رسید۔ شاہ و مرافیہ بود و قوالا مدح خواجگان چشت می گفتند۔ چوں سر از مراقبہ
بر آورد۔ بحال من متوجہ گشت و شہری عطا فرمود۔ عرض کردم۔ کہ بندہ خواہاں عطا سے ظاہر
نبیت حصہ از نعمت باطنی بخش کنید۔ تبسم فرمود گفت این لایم بگرد آئیم ہم ۷۲ ہم
عنایات بے عنایات ظاہری و باطنی بحال بندہ میندول فرمود و وفات ال جامع لکمالات
بقول صاحب فخر الواصلین در سال یکہزار و ہشتاد و پنج و بقول صاحب شجرہ حقیقیہ در

سال یک ہزار و ہفتاد و پنج ہجری است و قول دوم مقرون بصحت است و صاحب شجرہ
چشتیہ در حال بزرگان سہروردی تاریخ وفات از مہر ع بخت رسید۔ شاہ دولہ
خداوند سنت ۱۰۵۵ اخذ کردہ است۔ مزار گوہر باروے در شہر گجرات پنجاب زیارت گاہ خلق است
و از اولاد و پسر بہاون شاہ بہ تعمیر مزار وے پرداخت و دریں ایام امام شاہ سجادہ نشین
مزار وے است۔ قطعہ تاریخ از مولف

چو شاہ دولہ ولی با عزت و جاہ
بسرور شد زنداتاریخ سالی
ز دنیا رفت در فردوس شاداں
کہ شاہنشاہ دو لاقطب دوراں

حضرت نوشہہ گنج بخش

آپ کی ولادت ۹۵۹ ہجری کوہوئی۔ والد کا نام علاء الدین تھا۔ مولانا حافظ قائم الدین
صاحب سے فارسی کی تعلیم پائی۔ بہت بڑے عالم دین اور حافظ قرآن پاک تھے۔ خرقہ خلافت
حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بہاولی سے حاصل کیا۔ اور کمالات حاصل کئے۔ حتیٰ کہ آپ کے
نام سے علیحدہ سلسلہ طریقت نوشاہیہ جاری ہوا۔ گارساں قناسی لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے دو
لاکھ ہندو مسلمان کئے۔ آپ کے خلفاء پاک ہندوستان ہندو کشمیر اور قندھار وغیرہ میں تبلیغ
کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۰۶۴ ہجری میں وفات پائی۔ مزار مبارک ساہنپال ضلع
گجرات میں مزبح خاص و عام ہے۔ قطعہ تاریخ وفات ملاحظہ ہو۔

رفت از عالم نشہ دنیا و دین
شیر حاجی بن علاء الدین حسین
مکر و وحش جانب بالا صعود
نصر و ملک ولایت کان بود
بہر ارشاد مریداں مثل او
در زمان او کسے دیگر نبود
سال تاریخ وصالش یافتہ
شیخ حاجی از ولی اللہ بود ۱۰۶۴ھ
ماخذ شریف التواریخ از شریف احمد شرافت و گجرات کی تمدنی تاریخ از احمد حسین احمد۔

حضرت صالح محمد ساکن چک سادہ

حضرت صالح محمد ساکن چک سادہ حضرت نوشہر گنج بخش کے دوسرے نامور خلیفہ تھے۔ سید الاصل تھے۔ میاں اشرف منجری لکھتے ہیں۔

زہے سید صالح سعادت پناہ
 زہے سبطین والا گہر ذات او
 زہے لطف و کرم طالبان را شدہ
 شد از صدق دل مرقد پاک شان
 کند اشرف از رحمت پیر خود
 رہتی علی در حضور اللہ
 بخش روشن از نور عرفاں چو ماہ
 بد و شوارہ کی دو جہاں چاہا
 بے زائران جہاں قبہ گاہ
 بہر لحظہ فخر جناب نوشاہ

حضرت میاں محمد صالح کے بیعت ہونے کا واقعہ اشرف منجری لکھتے ہیں۔

زہے سید صالح محمد کمال
 چوں در خدمت نوشہر آفہ نخت
 کہ در پیش حضرت نمود التماس
 ز رحمت سوتے من نگاہے کیند
 بفرمود حضرت کہ اے داوخواہ
 منم خاک لب جہاں سر بسر
 یکفتا کہ در کوئے این خاکسار
 بروید گیر از کرم تو خار و خاک
 اثر شد بحضرت ز گفتار او
 سہ فرزند بودند شان را کمال
 مزارش تو در چک سادہ بدان
 کہ از قریب حتی یافت جاہ جلال
 نشت آپچاں اعتقادش درست
 کہ شوق الہی شدہ بے قیاس
 کرم بر من داوخواہے کیند
 تو آل نبی و سعادت پناہ
 توئی سید از آل خیر البشر
 فنا د است خاکشاک شمس پیشمار
 شو و صحن خانہ و لم خیر و پاک
 نمودند از یک نگاہ کار او
 بقدر و بعلم و بجاہ و جلال
 کہ نزد یک گجرات ہست او عیاں

فارسی زبان کے مشہور اور نامور شاعر ملا غنیمت کنجاہی اپنی حضرت صالح محمد کے مرید صادق تھے۔ اور اپنی بزرگواری کی نگاہِ کمیائے ساز سے فارسی زبان کی شہسوار آفاق ثنوی نیرنگ عشقِ مظهر وجود میں آئی۔ ملا غنیمت کنجاہی اپنی ثنوی میں حضرت صالح محمد کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

تجلی ہاست مشتاق تماشا	بیابنگہ در شاہے کہ آنجا
بیدیں در حلقہ بینی چشم تحقیق	نظر گر سر مہ سا گرد و ز توفیق
امام عاشقاں صالح محمد	در کشور کشامی فیض سرمد
جنید وقت و شبلی زماں است	سر سر حلقہ صاحب دلاں است
دہن از نام اولبریزہ کوثر	خیال از جلوہ اور روح پرو
بود در دست پیر زورش لبواہ	بمان خود گرش صلاح داوہ
جہیں چو ماہ تو بالیدنی داشت	سرم در پیش او گردیدنی داشت
صبا گفتم نگاہش رو برو شد	وفا جستم بعدش دل گرو شد
کہ از بوسے کباب دل ثنوی مست	بیابنگہ از پیش شاہ نادست
کف خاک ترا خورشید انور	کنہ از یک نگاہ ہنس پرور
انا المقصود از گرد تو خیزد	مئی شوق اگر در جام ریزد
یہ بینی خویش را در بزم دلخواہ	اگر خود را کنی گم بر در شاہ
ہماں بزمی کہ نام اوست عرفان	ہماں بزمی کہ نام اوست عرفان
شیندن مایہ در بار پایہ	چو لعل او در معنی کشاید
نزول رحمت حق را بہیم	پا تا بر در سید نشینم
طوائف کعبہ سستی ہماں است	ہمیشہ کامرانی جلوہ فرما

جناب صالح محمد صاحب کی وفات ۱۵۷۲ء کو ہوئی غنیمت کنجاہی نے ہی

قطعہ تاریخ لکھا۔

چو شد آن حق تخیل عشق باآت
بجواب راحت اندر ہمد تریت
پدایت کعبہ او باد معبود
پاولاد گرامی چشم بد دور
شہرہ تاریخ سالتس از رہ صدق
بگفتا ہے قناد آن کعبہ عشق ۱۱۱۸
حضرت صالح محمد کے تین صاحبزادے فیض اللہ دوسرے کا نام ضیاء اللہ
ہو سکا۔ اور تیسرے شیر محمد ہیں۔ اپنے وقت کے کامل ولی اللہ تھے۔

سید فیض اللہ ۱۰۹۹ ہجری میں فوت ہوئے قطعہ تاریخ
دریائے کشف کان کرامات ملک وجود کر فیض او جہاں از عدم آمد وجود
باورد غم چو سال وصالش بخواستم آمدند از عظیم قطب العظیم بود

حافظ محمد پر خوردار نوشاہی

حضرت نوشہ گنج بخش علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری

خزینۃ الاصفیاء میں ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

فرزند عالیجاہ و خلیفہ حق آگاہ حاجی محمد نوشاہ و صاحب زہد و ریاضت و ذوق
و شوق و وجد و سماع متقی و مہمان نواز بود۔ شب و روز در وجد و استغراق و توجہ الی اللہ
می گزرا نید۔ و خوارق و کرامت بسیار ازوے بظہور آمدند۔ نقل است۔ کہ روزی حافظ پر خود
راضوت سیراب کردن از راعت خود بود۔ کہ پھیر و نام زمیندار برائے یک روز چرخ چوب چاہ
بباریت جلبید و او انکار کرد و گفت۔ کہ چاہ من خراب می گردد۔ فرمود کہ انشاء اللہ خراب نخوا
شد۔ چنانچہ مزار بہاں روز غارت چاہ بپنادر ہزار یکے میر میگرد قائم نمی گشت و نیز روز تذکرہ نوشاہی
است۔ کہ روزے حافظ پر خوردار در حالت استغراق در خانہ خود نشسته بودند متصل آن
دخترے زمیندار کے پیر پر میزد و چوں می سرانید و سے راسروداں دخترے خوش آمد و حالت

وجہ طاری گشت و فرمود ایی دختر بار دیگر آن سرود بگو۔ دختر شرمناک شد و بار دیگر نگفت
چون دختر بجانہ خود رفت بدر و شکم گرفتار شد۔ بحدیکہ حالت نزع و از علاج اطبا نیاید
شد۔ آخر کار مادر و پدر دختر بخدمت حضرت حافظ حاضر شد۔ مستدعی معافی و تقصیر شد
فرمود کہ اورا روئے من بیارید۔ چون آوردند۔ ارشاد کرد ہماں سرود کہ می سرانیدی۔ بگو
انشاء اللہ شفا خواہی یافت دختر چون سرود آغاز کردنی الحال شفا یافت۔ وفات حافظ
برخودار با اقوال صحیح در سال یک ہزار و یکصد و سی ہجری است۔ از مولف :-

شیخ برخوردار پیر کامگار شد چون از دنیا بخت یافت جا
حافظ عالم بگو تاریخ او نیز فرما دوستدار محبتی

حافظ غلام مصطفیٰ نوشتاہی ان کی تاریخ وفات ۱۰۹۲ ہجری لکھتے ہیں قطعہ ملاحظہ

ہوے بعالم قدس برخوردار چون رفت مبارک پسر نوشتہ پیر واعظ
زیاتر است نوشتاہی و صاحب ارشاد گویا عین واعظ

ماخذ - خزینۃ الاضقیاء و عیون التواریخ نوشتاہی۔

شیخ پیر محمد سحیاری

از عظام خلفائے حاجی محمد نوشتاہ است۔ و در خورد سالی بخدمت وے رسیدہ
تربیت و تکمیل یافت و در وجد و سماع و ذوق و شوق غلو تمام داشت از آنجا کہ راستی و
صدق و ورع و تقویٰ موصوف بود حضرت شاہ اورا پیر محمد سحیاری یعنی راست گو مخاطب
کرد و ہر کہ بخدمت وے حاضر می شد بیک نظر فیض اثر وے صاحب وجد و حالت
می گشت و چون حضرت نوشتہ بر حمد حق پیوست پیر محمد در موضع نوشتہ ہرہ مغلال کہ بر
دریائے چناب واقع است۔ سکونت داشت کہ از گجرات بطرف مشرق بفاصلہ

شش کردہ واقعہ است۔ وفات پیر محمد در سال یک ہزار و یک صد و پچاس و دو ہجری
است۔ از مولف :-

شیخ دین پیر محمد صاحب
شد چوں از دنیا بخت راہ گیر
سال تریلیش چو جسم از خرد
شد عیال معصوم پیر دستگیر ۱۱۲۰ ھ

قاضی رضی کنجاہی

حضرت نوشہر گنج بخش کے مریدانِ خاص میں سے تھے۔ وقت کے بہت بڑے عالم اور
حکومت وقت کی طرف سے قاضی تھے۔ ان کا خاندان علم و فضل کے لحاظ سے معروف تھا
ان کے والد بزرگوار مولوی عبدالنبی شاہی دربار میں مفتی تھے۔

آپ قلعہ دار ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ بعد میں کنجاہ ضلع گجرات میں
منتقل ہو گئے۔ آپ نے بزرگانِ دین کا ایک جامع تذکرہ تصنیف فرمایا جو کہ اب ناپید
ہے۔ اس کے حوالہ جات مقامات قطیبہ میں ملتے ہیں۔ قاضی رضی الدین شاعر بھی تھے۔

حضرت شاہدولہ دریائی کے ساتھ ان کے خاص مراسم تھے۔ کرامت نامہ شاہدولہ مصنفہ

مشتاق رام میں آپ کے کئی واقعات متعلقہ شاہدولہ دریائی درج ہیں۔ راقم کے کتاب خانہ

میں بزرگوار کا ایک قلمی فتاویٰ موجود ہے۔ جس میں قاضی رضی الدین کی مہر میں ثبت نہیں جس

سے اُن کا عالمہ شکوہ واضح ہوتا ہے۔ ان کے والد بزرگوار ملا عبدالنبی کی متعدد مہر میں

شاہی فراہم پر دیکھی گئی ہیں۔ دیکھیے تاریخ خوارزمی سادات و بزرگانِ مگھووال۔

ماخذ :- ۱، مقامات قطیبہ (قلمی)، ۲، شریف التواریخ (قلمی)، ۳، مجموعہ فتاویٰ، حافظ

خان محمد قلعہ داری (قلمی)، ۴، کرامت نامہ شاہدولہ مشتاق رام۔ (قلمی)، ۵، تاریخ خوارزمی مطبوعہ

خوشی محمد کنجاہی

حضرت نوشہ گنج بخش کے مرید خاص اور شاعر خوش بیان تھے۔ حضرت نوشہ گنج بخش آپ کی بے باکانہ گفتگو سے اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ اشرف بنجری لکھتے ہیں۔

محمد خوشی نور مکر رسول شدہ در جناب محمد قبول

چو اجد بود از بر تمام مقالات علم و فروع و اصول

ز لطافت نوشتاہ عالی قدر شد اور امقائے ولانت وصول

ز زہد و عبادت و امر و نہی نکر وہ گئے یک زمانے عدول

میاں خوش محمد زیاران خاص ہتھے رفت در منزل اخصاں

بجملہ کمالات موصوف بود بزہد و عبادت معروف بود

زباں داں سخن پرور شعر گو دراں علمیں نہ بد شاعر مثل او

بخدمت ہمہ وقت گستاخ وار نمودے زہر سو سخن بے شمار

کہ از استماع سخن مانے او نمودند حضرت تبسم انکو

بجذب آمدندے ز کارے دگر ہم او کرد ہیں از جہیں دور تر

آپ کی قبر کنجاہ میں موجود ہے۔ خوشی محمد شاعر بھی تھے۔ فرحتہ الناظرین میں

آپ کے یہ دو شعر درج ہیں۔ ان کی وفات ۱۱۳۷ھ میں ہوئی۔ غلام سرور لاہوری نے قطعہ لکھا ہے

چو از دنیا بفرزدوس بریں رفت جناب شیخ حق آگاہ خوشحال

عجب سال وصالش جلوہ گر شد ز اہل دل ولی اللہ خوشحال ۱۰۸۸ھ

ماخذ۔ فرحتہ الناظرین قاضی اسلم، کنز الرحمت اشرف بنجری، خزینۃ الاصفیاء غلام سرور لاہوری۔

محمد تقی مجذوب

نوشہرہ مغلاں کے رہنے والے حضرت نوشہرہ گنج کے مرید تھے۔ مجذوب تھے۔ ایک دفعہ لوگوں سے پوچھا۔ آج کیا دن ہے۔ لوگوں نے کہا عید قربان ہے۔ کہنے لگے حضرت نوشہرہ گنج نے میری قربانی مانگی ہے۔ اور خنجر سے اپنا اڈھا گلا کاٹ لیا۔ ابھی شاہ رگ نہیں کٹی تھی۔ کہ لوگوں نے فوراً گلا چوڑ کر باندھ دیا۔ اس کے بعد بارہ سال زندہ رہے۔ پھر یہ ہر وقت حال میں مست رہتے۔ بال بکھرے ہونے کبھی کبھی برہنہ بھی دیکھے گئے۔ ۱۰۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ غلام سرور لاہوری نے لکھا۔

تقی رفت چوں زیں جہان فنا پے سال ترحیل ہے قال وقیل
شده از قلم شیخ اکبر رستم عیاں شدہ تقی متقی جلیل ۱۰۳۳ھ
ماخذ خزینۃ الاصفیاء۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔

عبد الحمید نوشاہی

علاقہ گوجر کے بزرگ تھے۔ حضرت نوشہرہ گنج بخش کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اشرف پٹنوی لکھتے ہیں۔

حضرت عبد الحمید از علم بجز احتساب
گرچہ از علم و عبادت خورد مشر سے
بسکہ رنگ ماسوائے از آئینہ دل دور کرد
بیرہ خود بینی از خود دور کرد از لطف پیر
خواندے اشرف علم فقہ و نحو و صراط نام
مفتی غلام سرور لاہوری آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

دید از پیرمغاں نور الہی بے نقاب
لیک آخوردید از لطف مرنی فتح یاب
بود از نور الہی روئے او چو آفتاب
زانکہ نبود در رہ حق بجز خودی و گیر حجاب
از کتاب عشق باید خواند اکنوں یک دیاب

از فاضلان وقت و مشائخ عمد و افضل ترین خلفائے حاجی محمد نوشاہ است۔ مدتے
بخدمت آنحضرت حاضر ماند و تکمیل یافت و بعد از وفات پیر روشن ضمیر تا دم حیات بہدایت خلق
مصرف گشت۔ وفات وے بسال یک ہزار و یک صد و ہست و تن پنج ہجری است۔ و ہمیں سال
محمد معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ ہند و نستان بعد سلطنت مینعا دیازوہ ماہ و در پنجاہ و دو سال
سین عمر از دست لشکر فرخ سیر بقتل رسید۔ از مولف :-

۱۹۲۵

شیخ دین عبد الحمید محترم
رحلتش فرما سخی مجتبیٰ
مقتدائے شرع ہم بار دیگر
رقت از دنیا در جنت رسید
ہم بگو شیخ دلی عبد الحمید
عقل در وصلش نداشتند

۱۰۸۶ھ

میاں میہوں

موضع شیخ پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت پیمبار صاحب کے مرید اور حضرت صالح محمد
چک سادہ والے کے معاصر تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ دیکھتے
کنز الرحمۃ میں حالات بڑی تفصیل سے درج ہیں۔

کنز الرحمۃ (شرف منجری)

حافظ فتح اللہ المعروف میاں مہتو

بابا قطب شاہ حضرت شاہ دولہ اور حضرت نوشاد گنج بخش کے ہم عصر تھے۔ سیف زبان۔
اکثر لوگوں کو بد دعاؤں سے نواز کرتے۔ اور ان کی بد دعا تیر بہدف ہوتی۔ اور لوگ ان
کی بد دعا سے خائف رہتے۔ ایک دفعہ بابا قطب شاہ صاحب ساکن میانی پنڈی
سے آپ کا محاکمہ ہوا۔ اور بد دعاؤں سے باز آگئے۔ آپ گجر برادری سے تعلق رکھتے تھے

شاہ شریف

منگودال کے مشہور سادات خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ حضرت نوشتہ گنج بخش کے ہم عصر تھے۔ اور وقت کے کامل ولی اللہ تھے۔ علم و فضل سے بہرور تھے۔ ان کا ذکر کتب نوشاہیہ میں متعدد بار آیا ہے۔ ان کی اولاد سے بہت سے لوگ عارف باللہ اور عالم دین گزرے ہیں۔ آپ کا مزار منگودال ضلع گجرات میں موضع خواص عوام ہے۔

بابا قطب شاہ

عالمگیری عہد میں موضع میانہ پٹی میں بہت بڑے عارف گزرے ہیں۔ خواجہ بہاؤ الدین ذکر یاکی اولاد تھے ان کے حالات و کرامات ایک جامع کتاب مقامات قطبیہ میں موجود ہیں۔ جو انکی اولاد کے پاس اب بھی میانہ پٹی میں موجود ہے۔ تا حال طبع نہیں ہوئی۔ آپ نے ۱۰۹۸ ہجری وفات پائی۔ قطعہ تاریخ ہے۔

شیخ قطب الدین کہ بود از عارفان این دیار فیض الطاف کشادہ بند ہر امیدوار
بود بیشک در دعائے دراجابت ہمہ قرین وز دم تعویذ و لحد مادش نجات روزگار
جامع احمد ز قدسی مہبط فیض الہ تابع شرع مہر پیشوائے نامدار
روز سہ شنبہ کہ بود از ماہ رجب یازدہ رخ نہفت آن آفتاب چرخ عز و افتخار
چوں بزمیر خاک پناہ شد چنان گنج کرم عقل گفت سال تالیخ و فائش ہر شمار
مقبرہ عالی چو ببالائے ہمشش فاتحہ خواں دنیا پر کش کہ ماند استوار

مقامات قطبیہ میں آپ کی متعدد کرامات درج ہیں۔

میاں جعفر کنجاہی

عالمگیر اور نگ زیب کے زمانہ میں کنجاہ میں ولی اللہ اور عالم دین تھے۔ تحفہ کنجاہ اُن کی ایک تصنیف بھی بتائی جاتی ہے۔ جس میں اُس دور کے صوفیاء اور شعرا کا تذکرہ ہے۔ اپنے نانا شیخ محمد اسحاق کے مرید تھے۔ اور وہ شاہ عبد اللطیف امین آبادی کے مرید تھے۔ اُن کے بیٹے مراد شاہ بھی ولی اللہ تھے۔ حضرت محمد غوث لاہوری کی ان سے ملاقات ہوئی۔ تاریخ وقات معلوم نہیں ہے۔

شاہ شجاع

کنجاہ میں مغلیہ عہد حکومت میں ولی گزرے ہیں۔ مزار کنجاہ میں موجود ہے۔ ان کے مفصل حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

ملا ابوبکر

حضرت میاں میر صاحب کے مرید اور شہزادہ دارہ شکوہ کے پیر بھائی تھے۔ شہزادہ دارہ شکوہ لکھتے ہیں۔ ملا ابوبکر کہ سر شدت ایشان را حضرت میاں چو بھرت شیخ خود کردہ بودند۔ از حضرت ایشان را تعریف ملا ابوبکر بسیار شنیدم در سال ہزار و چہل و نہ ۱۰۴۹ھ بر حمت حق پیوستہ اند۔ نیز ایشان در گجرات خواست از مصافحات لاہور ایشان پیش اخوند من حضرت میرک درس می خواند و شنیدم از اخوند کہ ملا ابوبکر طالب علم کتاب دوست بود۔

(سکینۃ الاولیاء)

سید فاضل گجراتی

فرحتہ الناظرین میں ہے۔ بورع و تقویٰ موصوف نہی و منکر و امر معروف تعقیب

داشت مگر بغایت خلیفہ الرحمان ممتاز گردید و در گجرات خود سکونت داشت و در سن بیست و یک جلوس انتقال نمودند

سید ابوالفتح گجراتی

فرخندہ الناظرین میں لکھا ہے۔ پیر نورانی بود از کمالات نفسیہ و اہی داشت
 مثنوی مولانا روم را خوب می دانست۔ و اوقات خود را بجز اپرستی معصومہ داشت
 ان کی ایک تصنیف کلید دانش کا ایک فلسفی نسخہ راقم کے کتاب خانہ میں موجود
 ہے۔ علم تصوف میں لا جواب کتاب ہے۔ دنیا میں شاید واحد نسخہ ہے۔

شاہ جہانگیر

عالم گیری عہد حکومت میں بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں انکی درگاہ گجرات
 میں موجود ہے۔ یہاں ہر سال عظیم الشان میلہ لگتا ہے۔ اور تمام پنجاب میں مشہور ہے
 آپ کا روضہ ۱۲۸۸ھ میں تعمیر ہوا۔ کسی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

مقبرہ رشک مستور جنال
 گشت مرتب بقعہ سرفشاں
 از پئے تاریخ ہاتف رسید
 باد سراغ از قلعہ اسماعیل ۱۲۸۸ھ

ساتھ ہی ایک مسجد الہی بخشش نے بنوادی۔ اور اس کی تاریخ
 از الہی بخشش چوں مسجد بنا
 بہت زیبا ثانی بیت الحرم
 حضرت شاہ جہانگیر کے حالات تفصیل سے کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے
 بہر حال گجرات میں ایک مشہور ولی اللہ گزرے ہیں۔ بعض لوگ مذکورہ روضہ کو شاہ جہانگیر

شہنشاہ ہندوستان کی انٹریوں کی دفن گاہ بتاتے ہیں جو صحیح نہیں۔

شاہ حسین
موضع کولیاں میں مغلیہ عہد حکومت میں کابل ولی اللہ گزرے
ہیں۔ گجر قوم سے تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے
تھے اور عالم دین بھی تھے۔ آپ کا مزار کولیاں میں ہے۔ ڈھیری میاں صا کے نام
سے مشہور ہے۔

پانڈی شاہ

مغلیہ عہد حکومت میں گجرات میں ایک معروف بزرگ گزرے ہیں جو اپنی معمر والدہ
کو گٹھری کی مانند ہر وقت اپنے سامنے رکھتے تھے۔ اور بے حد خدمت کرتے تھے۔
اس نسبت سے ان کا نام پانڈی شاہ پڑ گیا۔ ان کا مقبرہ سہر مندھی گجرات میں
اب تک موجود ہے۔ جس کے ساتھ اسی دور کی ایک یادگار مسجد بھی ہے۔ حالات زندگی سے
آگاہی نہیں ہو سکی۔ مقبرہ کی حالت اور مسجد کا التزام ظاہر کرتا ہے۔ کہ کسی وقت میں بڑے
صاحب احترام بزرگ گزرے ہیں۔

اولیائے قلعہ دار

بھائی خاں، شاہ شیر شاہ طالب، شاہ چھاٹکی چاروں بزرگ موضع قلعہ دار
میں نواب مزارین بیگ بانی قلعہ دار کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے حالات معلوم نہیں
ہو سکے۔ صرف نام ہی نام باقی رہ گئے۔ یا ان کے مزارات اب تک موجود ہیں۔ عام روایت
ہے کہ وہی شان بزرگ تھے۔

پیر حیدر شاہ | چیلیا نوالی کے رہنے والے تھے۔ شاہ میر تقاوری برادرِ حضرت
مخدوم حضرت لاہوری کے خلیفہ تھے۔

شاہ پھول ولی | مغلیہ عہدِ حکومت میں گجرات میں مشہور ولی گزرے ہیں
ان کی درگاہ گجرات میں موجود ہے۔

شاہ لال | بہلول پور میں مغلیہ عہدِ حکومت میں بہت بڑے بزرگ صوفی
گزرے ہیں۔ اور ان کا خاندان تصوف و معرفت کے لحاظ سے
بہت مشہور تھا۔

حافظ محمد جمال

حافظ محمد جمال ولد حافظ ضیاء الدین قاضی سلطان محمود صاحب کے جدِ امجد تھے
آپ اپنے وقت کے امام حافظ قرآن اور چید عالم دین تھے۔ آپ دریائے چناب
کے کنارے موضع ٹھٹھ موئے میں رہا کرتے تھے۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اولیاء
کرام میں سے تھے جن سے ایک جہان فیضیاب ہوا۔ آپ حضرت میاں میر لاہوری
ملا عبد الحکیم سیالکوٹی اور شیخ آدم پٹوری کے معاصر تھے۔

حافظ محمد جمیل | حافظ محمد جمال کے صاحبزادے تھے۔ ٹھٹھ موئے چھوڑ کر
آوان شریف میں آگئے۔ اور وہیں آپ کا مزار پڑاوار ہے۔

حافظ محمد محفوظ | آپ علوم ظاہری میں بحرِ بکیراں تھے۔ اور اپنے وقت کے
بہت بڑے خطاط بھی تھے۔ باطنی علوم میں بے مثل تھے۔

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب آپ کے در پر حاضری دیتے تھے۔ آپ کی وفات
بارہویں صدی کے آخر میں ہوئی۔

حضرت عید الجلیل

حضرت پیر محمد سچیار کے فرزند ولیند تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضور کا آخری وقت
آیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو بلا یا۔ اور سینے سے لگا کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اس
وقت جذبہ عشق الہی اس قدر آپ میں سرایت کر گیا۔ کہ آپ کا جسم آگ کی طرح جلتا معلوم
ہوتا تھا۔ ہر وقت دو آدمی پانی کی مشکبیں ڈالتے رہتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے
بعد پانچ سال تک زندہ رہ سکے اور وفات پائی۔ آپ کا مزار پیر انوار شہرہ میں موجود ہے
کنز الرحمۃ

ملا نور الدین

قاضی محمد اسلم پسروری اپنی کتاب فرحۃ الناظرین میں لکھتے ہیں۔
صاحب صدق و یقین شاہ نور دین قدس سرہ ساکن نوشہرہ متعلقہ پر گنہ گجرات
شاہ دولہ قوم محل پودہ اندوزید و حاجت و سلسلہ مدار یہ منسلک ہووند۔ ہر سال در عرس شاہ ملا
رسیدن دکن بود بر خود واجب و لازم دانستہ می رسیدند۔ اتفاقاً در سنہ یکہزار و نووہ ۱۰۹۰
بارادہ طواف مزار متبرکہ شاہ مدار عازم شدہ وار و تکیہ حضرت حاجی حسین گرویدند باہتمام
حاجی محمد عادل زاویر و خدائے حاجی مذکور مسجد در تکیہ متبرکہ بنا فرمودند و احترام بے نمود در حاجت
عدم نمودن خشت و گل را بدست می گرفتند۔ شاہ نور الدین کہ بدو حاجت گاہے و عدم نماز آشنا
بنودہ بطور امداد بسر می پروند۔ بعد دور و تکیہ متبرکہ خواستند کہ در تعمیر مسجد شریک بودہ در
تجلیل خشت وادی مشغول بشوند صد بار لا خدما و فقرا حاجی محمد عادل مزاحمت نمودہ۔
استغاثہ نمودند کہ ما انبار یک خشت بے و صنوتہ بہادیم تو کہ خلاف شرع و از صوم و صلوات

مناسبت نداری چگونه تعمیر پروازی شاه مذکور از مخالفت ایشان دست بازداشتہ نسبت
 سابق مفید تعمیر گردید و گفت کہ شما این ماجرا را چہ ایش پر خود می برید و از احوال من پرسید
 اگر اجازت خود بند فرمود بہتر والا نہ دست باز خواہم داشت فقر متفق شدہ حقیقت حال
 را بعرض حاجی محمد عادل رسانیدند۔ حاجی محمد عادل متامل گردید فرمودند کہ دست از نما
 باز دارید۔ کہ بعوض این سہ حلقہ و خلیفہ شما خواہد بود خداوند فقرا را استماع این چنین کلمات
 متخیر گردید شاہ مذکور پیغام تعمیر مسجد رسانیدہ حدیث حاجی را بعینہ نقل کردند۔ شاہ مذکور بجز
 استماع این کلمہ از رضائ شیبیہ خود مبرا گشتہ بہ توبہ وزار می پرداختہ پیام بیعت حاجی
 فرستادند۔ حاجی اشہد عا کرد و آنہا را بدرجہ اجابت شنودن ساختہ بار شاد و بدایت شاہ
 مذکور را از مر واصلان من گردانید۔ و چون در سلسلہ عالیہ ایشان مقرر است شخص
 را کہ من بعد خود خلیفہ نمودن منظور می شد۔ و در ایام تمارض خود آنرا با امامت شیخ گانہ مقرر
 فرمایند و بعلامہ دینی استفادی کند۔ حاجی محمد عادل مرض موت خود شاہ نور الدین
 را خلیفہ و جانشین خود مقرر فرمودہ و بپہد امامت صلوٰۃ پنجگانہ نصب ساختہ سنہ یکہزار
 نور و پنج ۱۰۹۵ بجلد بریں شنافتند و شاہ نور دین صاحب عرفان و جامع اخلاق بود
 پیوستہ بتوکل بسرمی برد۔ صاحب الخرق عادات و مظهر کرامات بود و آثار او پختہ
 و بہزار کس طعام پختہ قسمت می فرمودند و ہر بار بسز حجاز پرداختند و ہر شتمندی کہ بخامت
 ایشان معرفت بطالب علیقہ خود رسیدہ فائز می شد۔ در سنہ یکہزار و یکصد و بیست و نہ
 ۱۱۲۹ بجلد بریں شنافت علیہ الرحمۃ

در فرستہ الناظرین

حاجی سعد اللہ

ملا محمد اسلم بسپوری فرستہ الناظرین میں لکھتے ہیں۔

مرید و خلیفہ ارشد و جانشین شاہ نور الدین بودند و بار شاد و بدایت مریدان

دو ذرع و تشریح عظیم المثال بودند مقرر این اوراق چند بار بخدمت ایشان مستفید گردید و
 به تحصیل علوم درسی مخاطب بودند یہیمن توجه آن مصدر کرامات این محرز آید تحصیل علوم و رسید
 فراغت حاصل نموده صاحب خرق عادت بودند و در سخاوت و جود و مروت بے بہا
 بودند در سنہ یک ہزار و یک صد و ہشتاد و شش ہجری میں شتافتہ رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد حیات نوشاہی

سید جمال اللہ فقیہ اعظم کے صاحبزادے اور خلیفہ اکبر تھے۔ اپنے وقت کے
 جید عالم تھے۔ تذکرہ نوشاہی آپ کی تصنیف ہے جس میں بزرگان نوشاہیہ کے
 حالات درج ہیں۔ اس کتاب کا بجز علمی واضح ہوتا ہے۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

حضرت حافظ محمد با حیات عارف و علامہ در کائنات

خاندان رازنیت و خراست زو فقر نوشاہی از در شیش جہات

آپ ۱۱۷۳ھ کو فوت ہوئے قطعہ ملاحظہ ہو۔

حیات با محمد گشت اقرب بفر دوس معلی پاک و انور

چونوشاہی بخت از عقل سالش بگفت می شنوف اصل میکہ ۱۱۷۳

حافظ محمد جمال اللہ فقیہ اعظم

حافظ بن خوردار کے صاحبزادے تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور کامل
 صوفی تھے۔ حضرت نوشاہی لکھتے ہیں۔

فاضل بیت جمال اللہ بود حافظ اسرار حق چوں ماہ بود

علم وحدت را مفصل یادداشت گوئے ارشادات نوشاہی ربود

آپ کی وفات شب شنبہ وقت نماز شام بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ مطابق

۱۷۲۹ء کو ہوئی۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔

گشت چون روشن بباغِ جنتے آن جمال باکمال معرفت
سال تریبش لسر شد عیال قبضہ عالم جمال معرفت ۱۱۴۲
محمد اشرف مہجری حضرت بر خور دار کے فرزند ان گرامی قدر کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

نخستین عنایت اللہ باعز جہاہ کہ زائیدہ بود اولیٰ بعہد نوشاہ
شدہ یازدہ سال ترک طعام برد کرد رحمان کو تہ تمام
دوم بود سعد اللہ مرد حکیم کہ صحت از ویافتے ہر تقسیم
سوم رحمت اللہ بعصیب و جلال کہ او بود سیف اللہ باکمال
چہارم میاں عصمت اللہ بدیاں خطایش شدہ حمزہ پہلوواں
پنجم واں جمال اللہ خاص اکہ نمودے ز ذکرش جدا ایچ گاہ
ششم نصرت اللہ کہ از یاد حق ز ہم زادگان مرد گوئے سبق
مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

فرزند ششم حافظ بر خور دار بود۔ عالم و عامل و پیر کامل تارک الدنیا صاحب
جذب و وجد و تواجد و سماع بہر کہ نظر توجہ انداختے مست بادۃ السنت شدے چون
بخواب می رفت۔ آواز ذکر ہوا ز دل حق منزل وے علائیم می بر آمد کہ ہمہ حاضرین بگوش
ظاہر میشیندے و محمد حیات صاحب تذکرہ نوشاہی کہ فرزند ولیند وے بود میفرمود
کہ روزے شیخ جمال اللہ بزیارت خاتقاہ نوشاہ عالیجاہ تشریف برد۔ وید کہ وہاب
نام زمیندار موضع اگر دیہ در زمین خاتقاہ مویشی خود میچرانند۔ ہر چند کہ منع کرد۔ باز نیامد
صبر کردہ واپس تشریف آورد۔ بقبر الہی بہاں شب جملہ مویشی وے نمود تا ہم آن زمیندار
ناہکار از شرارت باز نیامد۔ و سخنان بد و حق شیخ بر زبان آورد۔ روز دوم وزوان

بخانہ اش آمدہ ہمہ فال و متاع و سے بغارت بردند۔ بحدیکہ از پارہ نان محتاج شد
وفات شیخ جمال اللہ بقول تذکرہ نوشتا ہے۔ بتاریخ دوازدهم ذیح الثانی

بروز سه شنبه بوقت نماز شام سال یکہزار و یک صد و چہیل و دو است۔

از مولف گشت چوں روشن بباغ جننی اس جمال باکمال معرفت

سال تریستش بسرور شد عیاں قبه عالم جمال معرفت ۱۱۴۲

شیخ عصمت اللہ نوشاہی

پسر بچم حافظ برخوردار است۔ نہایت بزرگ و عالم و عامل و فقیر متقی بود۔ و
بعد تحصیل علوم از خدمت حافظ محمد تقی تریخیں حاصل کرده در موضع بھلوال بخدمت
شیخ رحیم داد فرزند شاہ سلیمان حاضر شد۔ فیض کامل یافت بعد از ان بخدمت پسر
محمد سچیار و قاضی رضی الدین و شاہ محمد و دیگر خلفائے حضرت نوشاہ جابجائی گشت اما
تسلی نمی یافت۔ آخر بخدمت شیخ عبدالرحمان المشہور پاک رحمان حاضر شد۔ و تکمیل
رسید۔ و صاحب حال و قال شدہ۔ بزین حالت جذب فائز گشت کہ بہر کسی کہ نظر
فیض اثر می کرد۔ مست و مدہوش می شد۔ و چون در خانہ می نشست از راه کشف خبر
مے داد۔ کہ حضرت شیخ فلاں بہا است و فلاں کاری کند و در حالت وجد اکثر حال از
بالا خانہ بر زمین افتادی و آسیب نمایند شدہ می چون آواز کشف و کرامات و سے
در اقصائی عالم رسید شاہ محمد غوث ولد سید حسن از پشاور بخدمت متش آمدہ فیض کامل یافت
دیگر شیخ محمد عظیم فرزند شیخ ابو سعید کہ بجناب و سے سوائے رابطہ ہمیشہ زادگی نسبت
واما وی و فرزند کی داشتند آنقدر کامل و مکمل شدہ کہ تانی نہ داشتند۔ و شیخ محمد سلطان برادر
زادہ ثانی توجہ و سے تا دوازده سال طعام نخورد۔ و شیخ عبدالجلیل ہمیشہ زادہ این را نیز

آنچنان حالت جذب حاصل گشت که سالها سال طعام بخلتقش نرفت آخر در کشمیر
 رفته جاں بجان آنسریں داد۔ شیخ محمد حیات صاحب تذکرہ نوشاہی می فرماید کہ
 روزی بنام من گزشت کہ شیخ نجم الدین کبریٰ ہر گاہ کہ پیوستہ بی خام نظر انداختی
 انداختی پختہ شدے۔ و اگر بر پختہ انداختی بشکستی۔ آیا این سخن راست است
 یا نہ شیخ بر خطہ من مشرف شدہ فرمود کہ آمدی حق تعالیٰ را بندگان اند کہ این تاثیر
 در نظر آیتاں بناہ اند و سر برداشت۔ و بجانب شیشہ کہ بر طاق حجرہ بہادہ بود نگاہ کرد و
 فی الحال شیشہ بشکست و بر زمین افتاد و ذات آنحضرت بتاریخ دو روز و ہم
 جب المرجب بمطابق نوز و ہم ماہ چیت بروز دوشنبہ وقت نماز شام در عین نماز نظر
 اند کہ دو رکعت نماز بقیام بخواند و در سجدہ رکعت سوم وفات یافت۔ سال
 وفاتش سنہ ہجری یک ہزار و یک صد و سی و ہفت ۱۱۳۷ بود از اں سنہ
 صاحبزادہ عالی قدر کاوند۔ اول شمیر محمد کہ بعد از وی بر مسند سجادگی قیام فرمود
 دوم شیخ گل محمد کہ اسم یا مسمیٰ سوم محمد عظیم کہ صاحب مراتب عظیم بود و خطاب بکبرت
 عصمت اللہ از پیشگاہ شیخ عبد الرحمان امیر حمزہ بہادران نوشاہ ثانی عطا شدہ
 بود۔ قطعہ

ز عالم شد چو رخلد مُعَلّیٰ جناب شیخ صادق عصمت اللہ
 ز دل جستم جو سال ارتحالش نزد فرمود عاشق عصمت اللہ ۱۱۳۷

شاہ نصرت اللہ نوشاہی
 مفتی غلام سرور لاہوری ان کے متعلق لکھتے ہیں۔
 صاحبزادہ چہارم حافظ بن خوردار بن حاجی محمد نوشاہ عالیجاہ است۔ عالم

متبحر و فقیر کامل الا کمل بود۔ در شہر سیالکوٹ تحصیل علم کرد بعد ازاں بکسب حصول
ولایت باطنی از خدمت والد ماجد خود جہد و جہد بلوغ بکار برد و از کالیبین وقت شد چون
پدرش وفات یافت چند سی فیض از احمد بیگ لاہوری ہم حاصل نمود وفات در سال
یک ہزار و یک صد و ہفتاد و ہجری است۔ از مؤلف

رفت از دنیا چو در غلہ پیری نصرت اللہ رہبر کون مکان
رستم عشق است سالش کن رقم پیر نصرت واصل کامل بخوان

ھیال رحمت اللہ

حافظ بخوردار کے صاحبزادے تھے مستجاب الدعوات صاحب جذب جلال
تھے مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

صاحبزادہ سوم حافظ بخوردار ابن حاجی محمد نوشاہ است۔ جامعاً بود میان
کرامت و خوارق و زہد و ورع و تقوی سخاوت و شجاعت۔ چون متولد شد حضرت نوشاہ
در حق وی دعائے عمر و رازی کرد چنانچہ عمر در ازیافت۔ بر مزاج حق امتزاج و کی جلال
غالب بود چنانچہ یکبار حاکم پرگنہ پیادہ خود بطلب زر مطالبہ زمین بخدمت وے فرستاد
ازیں سبب در جلالیت آئندہ۔ نزد حاکم تشریف برد و فرمود۔ کہ با ہمہ فصل از معاملہ خود بخود
ادامی کنم۔ اس سال چہ پیادہ نزد ما فرستاد کی پس ترا از ہمسند حکومت برداشتم چنانچہ
ہماں روز پروانہ معزولی وے از صوبہ لاہور رسید۔

اسی طرح کی دو اور کرامات خزیبۃ الاصفیاء میں درج ہیں۔ آپ کی وفات

۱۱۶۷ھ میں ہوئی۔ قطعہ از غلام سرور لاہوری

شد چو رحمت ازیں جہان پدو ہست تا یخ آں شہ ابرار

رحمت اللہ ولی بر ہمہ سیرتیز رحمت اللہ معادن الانوار

شیخ سعد اللہ

حافظ برخوردار صاحب کے صاحبزادے تھے طیب مذاق حکیم کامل لفظ
تھے۔ تصوف میں عمیق مرتبہ تھے۔ ان کی کرامات ہیں سے مفتی غلام سرور لاہوری
کہتے ہیں کہ شیخ سعد اللہ وان کے بھائی نصرت اللہ کی جب شادی ہوئی تو والد پر گواہ
نے ان دونوں بھائیوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ ایک بھینس شیخ نصرت اللہ کو اور بھینس
کا بچہ شیخ سعد اللہ کو دے دیا۔ آپ کو یہ بات تا پسند آئی اور بدعا کی بھینس اور بچہ دونوں
گئے۔ ایک اور کرامت جو بیان کرتے ہیں۔ شیخ سعد اللہ موضع بھاگت میں اپنی زمین
کاشت کرتے تھے۔ سیدنا امی نمبر دار صوفیاء سے کہہ ورت رکھنا تھا۔ اور مالیک کی تصویر
میں ان کو پریشان کرتا تھا۔ اور آپ صبر سے کام لیتے تھے۔ آخر ایک دن تنگ آکر
کہا۔ سید ا خدا سے ڈر۔ ورنہ اس کے غضب میں مبتلا ہو جائے گا۔ چنانچہ چوہ
دن کے بعد ہی اس کے دونوں جوان لڑکے مر گئے۔ مال و متاع چور لے گئے۔ اور
خود نابینا ہو گیا۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ گدگری شروع کر دی۔ اور اسی حالت میں فوت
ہوا۔ شیخ سعد اللہ کی وفات ۱۱۲۵ھ میں ہوئی۔ قطعہ از سرور لاہوری۔

شیخ سعد اللہ ولی جاوداں
شد چو از دنیا بخت شد قریب
سال تاریخ وصال آنجناب
گفت سرور شیخ سعد اللہ نجیب

۱۱۲۵ھ

ماخذ:- خزینہ الاصفیاء ۳

سید عثمان اللہ زاہد

مفتی غلام سرور می لاہوری خزینہ الاصفیاء میں لکھتے ہیں۔
پسر حافظ برخوردار و نبیرہ نوشاہ عالیجاہ است و تربیت تکمیل از شیخ

عبدالرحمان یافت و در حالت استخراق تا یازده سال طعام نخورد و صاحب تذکرہ نوشتاری
 زبانی مسمی بنجماور مقدم موضع محصہ عن شہادہی فرمایند کہ چون شیخ عنایت اللہ اکثر اوقات
 روز و شب بر زراعت خود می ماند و در آنجا حجره تعمیر کرده بود شبی باران و خدمت
 آنحضرت رفتم چون حجره رفتم دیدم کہ تمام اعضائے دسے از یک دیگر جدا بر زمین افتاد
 اند از معنائہ این حال متعجب شدم کہ آیا کدام ظالم پر حرم یا فسزاق غارت گر این مشتاق ایزد
 خلاق را شہید ساخت دریں حیرت بودم کہ شیخ عصمت اللہ برادرش از در آمد و
 فرمود کہ اسے بنجماور میں سرری است از اسرار الہی جائے عجیب و حیرت نیست و نہ ہمار
 این اسرار را پیش عوام ظاہر کنی۔ وفات شیخ عنایت اللہ در سال یک ہزار و یک صد
 و پنجاہ ہشت است۔ از مولف

ز دنیا رفت چون در خدا علی
 وصال او عیاں شد مظهر جود
 شد جن و بشر پیر عنایت
 و گر عالی قدر پیر عنایت
 خزینۃ الاصفیاء ص ۲۱

حضرت محمد اکرم

حضرت عبدالجلیل کے بعد ان کا فرزند ارجمند حضرت محمد اکرم سجاوہ خلافت پر متمکن
 ہوئے۔ اپنے بزرگوار کی طرح بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ وفات کا وقت
 نزدیک آیا تو اپنے دوستوں سے پوچھا۔ میری آخری آرام گاہ کہاں ہوگی۔ دوستوں نے فرمایا
 جہاں آپ کا ارشاد ہو۔ آپ فوت ہوئے۔ تو حضرت پیر محمد سچیا اور حضرت عبدالجلیل کی
 قبروں کے درمیان آپ کو جگہ ملی۔

حضرت سلطان محمد

آپ حضرت محمد اکرم صاوح بنا کے تمام جزا دے تھے۔ آپ کے متعلق اور آپ کے متعلق حضرت میان محمد اشرف منیر کی لکھی ہیں۔

زبے ذات سلطان محمد کمال

کہ رہ یافت در قریب ایزد کمال

ز مشرق بمغرب گزردہ نام

ہم دست بستہ بروئے سلام

چو گزرد بنوشہرہ روز پسرانغ

جہاں از چرخاں شہود بارغ بارغ

خلائق ز قندہار و ہندوستان

بیانید بہر زیارت شاہ

جگر بند شاہ بود سلطان بخشش

کہ در بارغ بہنت جہانید بخشش

و گریخت بخشش است عالی مکان

جہاں فیوضات شد ذات شاہ

جہاں فیوضات دوریا کے بخشش

ندیدہ چو نوشہرہ جا کے بخشش

بسلطان ملک از حضور الہ

رسیدہ بسے رتبے اشتباہ

بہر در عنبر است محبوب شاہ

کہ مست اندر و شوق ذات الہ

برادر و گریست سلطان شاہ

کہ با گمراہی سے نماید راہ

پسر پاک شاہ اہل علم و جوان

کہ نامش تو سلطان سکندر بدای

بعلم و حکم و فصاحت تمام

بود مشغول با و ایزد مسد نام

حضرت پیر محمد پیار کے ان کے علاوہ خلفاء دنیا سے معرفت میں کامل

روزگار گزرے ہیں۔ جہاں کے مناقب حضرت سلام مصطفیٰ شاہ نوشاہی نے نظم میں

تخریر کیے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

شاہِ بلاق

بود مرد کے حق بحجب صاحب بلاق در ریاضت کاراوبد یا وثاق
شائق زہد و فناء عیت صبر و شکر گفت نوشاہی بر فتن باخلاق

میاں کالا

میاں کالا از عبداؤ اللہ بود عاشق پیر طریقت در سجود
در سماغ و وجد و حالت بو چہیت گفت نوشاہی بر او فضل و دود

ابوسعید مرتاض
سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم کے فرزند اور حافظ
مخبریات کے بھائی تھے۔ اہل معرفت و کرامات
تھے۔ جناب بھی ان کے مرید تھے۔ مقدمہ نوروز عالم ان کی یادگار ہے۔

حکیم بابزید

حکیم بابزید خلف شاہِ رحمت اللہ گجراتی نے طب میں شہرت پائی حکیم عزیز الدین
میرٹھی حکیم ثنا اللہ بریلوی اور حکیم کبیر الدین کبیر سنبل و شاگرد حکیم علوی خاں سے تحصیل
طب کی۔ ۲۰۲۳ء تک زندہ رہے۔ فیض اللہ خاں کے ذریعے سے متوسل تھے حالاً
فیض اللہ خاں ۲۰۲۲ء اور دوسری تالیفات ان سے یادگار ہیں۔

ملا فقیر اللہ انوند
ملا فقیر اللہ انوند عرف شاہ عبد الکریم خلف شاہِ رحمت اللہ
گجراتی ولادت ۱۲۲۳ھ بمقام گجرات۔ علوم متداولہ میں
مہارت تھی۔ شاہ صفدر علی مراد آبادی کے خلیفہ تھے۔ ۱۲۰۶ھ میں رام پور میں انتقال ہوا

شاہ جمال

حافظ شاہ جمال اللہ ولد سید سلطان شاہ معروف بہ سید محمد روشن گجراتی سید
عبد القادر حیلانی کی نس سے تھے۔ بچپن میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے وہیں شاہ
قطب الدین سے خلافت پائی۔ کھیٹر والہ ہیل گھنڈ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں قیام کا
حکم ہوا۔ ایک لاکھ کے قریب مرید تھے۔ ۳ صفر ۱۲۵۹ھ کو رام پور میں انتقال ہوا۔

شاہ سلطان حضرت حافظ شاہ جمال کے والد بزرگوار تھے۔ سید محمد روشن کے
نام سے مشہور تھے۔ تفصیل حالات نایاب ہے۔ ان کی قبر
موضع نارہ گڑھ سندھار منٹھن قلعہ وارہ برہمپ دریا کے چناب واقع ہے۔

شاہ درگاہی

میاں لال شاہ کے بیٹے تھے۔ ولادت مقبول شاہ رؤف احمد مصنف
جوہر علویہ ۱۱۶۰ھ میں تحت ہزارہ میں ہوئی۔ سکھوں نے ان کے والد کو شہید کر
دیا۔ انہوں نے گھر چھوڑ کر مداریہ سلسلہ میں بیعت کر لیا۔ پھر حافظ جمال اللہ سے بیعت
کی۔ اور خلافت پائی۔ رام پور میں ۱۲۲۶ھ میں انتقال ہوا۔

سید عبد الواسع

سید فیض اللہ کے صاحبزادے سید عبد الواسع جو ۱۱۶۲ھ میں فوت ہوئے
قطعہ تاریخ وفات ازیر لان شاہ۔

ان کے بیٹے عظیم اللہ اور ان کے بیٹے سید حاجی شاہ اور

اولاد سید عبد الواسع

ان کے پوتے سید برہان شاہ متوفی ۱۲۴۶ھ اور ان کے
 سید تلال شاہ اپنے بزرگوار کی شرافت اور نجابت تصوف و معرفت کے صحیح جانشین
 رہے۔ ان کی سید فضل شاہ کے فرزند سید معصوم شاہ صاحب لاہور میں مقیم ہیں
 اور اپنے سلف صالحین کے پورے پورے جانشین اور صحیح وارث ہیں۔ شرافت و
 نجابت علم و فضل اور تصوف و معرفت میں ہمیشہ رہے۔ لاہور میں ایک عظیم الشان جامع
 مسجد تعمیر کرائی ہے۔ اور دربار حضرت داماد گنج بخش کے قریب ایک مکتبہ نومی کتب خانہ
 کے نام سے جاری کر رکھا ہے جس سے تشنگان علم و حکمت کو آب زلال معرفت
 ملتا رہتا ہے۔ راقم کا ان سے تعارف نہیں ہے البتہ دیکھنے کا از حد اشتیاق ہے۔
 ان بزرگوں کے علاوہ سید شرف شاہ گیلانی متوفی ۱۲۹۸ھ سید شاہ
 متوفی ۱۳۰۶ھ اور سید بڑے شاہ گیلانی متوفی ۱۳۲۲ھ چک ساوہ میں مدفون
 ہیں جو خاندان نوشاہیہ کے بزرگوں کے برید ہیں۔ سید جہاں شاہ کا قطعہ تاریخ وقا
 ملاحظہ ہو۔

غریق بحر عرفان جہاں شاہ چوگشت اور ابہد قرب حق جا
 سین و صل ادرستم ز ہاتف جوایم گفت خواب راحت افزا ۱۳۰۷ھ
 ماخذ: شریف التوازیخ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ (۲)، شنوی نیرنگ
 عشق از ملا عنایت کنجاہی (۳)، کنز الرحمت اشرف نوشاہی پنجہری۔

شیخ حصو

حضرت شیخ الاداوسری کی اولاد سے تھے۔ بہت بڑے عالم دین گزرے
 ہیں۔ گجرات میں ان کی دینی درس گاہ موجود تھی جس میں علوم دین کی تدریس اس انداز
 سے ہوئی تھی۔ کہ گرد و نواح میں یہ شعر کہاوت کے طور پر پڑھا جاتا تھا۔

اگر خواہی تو علم لب گڑ پو بیاد ورس گاہ شیخ حقو
 قاضی فضل حق وزیر آباد کی اپنی کتاب اسرار الصدق میں انکے منعلق لکھتے ہیں
 حضرت شیخ عبدالحق معروف بہ شیخ حقو از اولاد حضرت شیخ محمد امین بن
 شیخ الہاد سمرکی است صاحب سلوک طریقت و کامل و مکمل و را ابتدائے درس
 طالب علمان می داشتند الا طلبا روز و شب مشغول خدمات خود می داشتند مشغولی
 تعلیم بس اندک بود و شخص استخراق و حیرت فراوان آخر و ارثان طلبا حاضر خدمت
 بودہ شکایت عدم حصول علم انہا در بیان کر وند حضرت فرمودہ بہر گناہیکہ می
 خواہید طلبا بید - بہر کتاب کہ نہاوند طلبا بلا تامل خواندند این کہ کرامت عجیب
 دیدہ ہمہ کس بر زبان کر وند اند۔

اگر خواہی تو علم لب گڑ پو بیاد ورس گاہ شیخ حقو
 بعد ظہور این کرامت حضرت شاہ حقو ترک تدریس فرمودہ سیاحت اختیار
 نمودہ بدعا می حصول اولاد اولاد غنائی مفلسا و شفای عیلاں اکثر خلاق از
 فیوضات خود بہرہ مند فرمودند و گزارہ اہل و عیال آنحضرت خود از جانب بادشاہ
 بود۔ ماخذ۔ اسرار الصدق

شاہ بھولا

شاہ بھولا ابن شیخ عبدالحق مشہور شاہ حقو موصوف باوصاف پدربزرگوار
 تھے۔ اور طریقت میں بلند پایہ تھے۔ ظاہری علم میں اتنا درک نہ تھا۔ لیکن علوم باطنی
 سے مالا مال تھے۔ ان کی بے شمار کرامات لوگوں سے سنی گئی ہیں۔ ان کی قبر
 گجرات اور جلال پور کے درمیان ہے۔ نوشہرہ میانہ کے مشہور ولی اللہ پیر
 محمد پیمار نوشاہی کی اولاد کو آپ کی درگاہ سے خاص عقیدت ہے۔

شیخ محمد عارف

حضرت شیخ الوداد سری کی اولاد سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کے علم بردار تھے۔ دریائے معرفت کے شنادر اور میدانِ تصوف کے دلدار تھے۔ دور دور سے آکر درویش علم حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک درویش علم تصوف کی کتاب عوارف المعارف پڑھ رہا تھا۔ کہ دیوار میں سے چیونٹیوں کی آواز آرہی تھی۔ درویش ہاتھ سے چیونٹیوں کو چپ کرانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر وہ چپ نہیں رہتی تھیں شیخ صاحب نے درویش کو منع فرمایا۔ کہ ان کے ہاں لڑکی کی شادی ہے۔ دولہا کی آمد کے باعث گیت گارے ہیں۔ دولہا ملتان سے آرہا ہے۔ درویش سنتے ہی بحر حیرت میں ڈوب گیا۔ اتنے میں شیخ صاحب کا ایک مرید ملتان سے شرفِ سعادت کے لئے حاضر ہوا۔ اور ایک کپڑا کاغذ میں لپٹا ہوا پیش ہوا جو نبی آپ نے تھکان کھولا دو تین چیونٹے تھکان سے کود کر دیوار کے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ چیونٹیوں نے کچھ عرصہ شور کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔ درویش اس واقعہ سے سخت متحیر ہوا۔

ماخذ: تذکرہ صدیقیاں از مفتی نادری

پاشرف شاہ

ایک مشہور بزرگ صاحب کی اولاد اور مجذوب تھے۔ ان کا مزار موضع کھمبی ضلع گجرات میں اب بھی مزج خاص و عام ہے۔ چھوٹا قد بھرا ہوا قدرے فریب جسم سرداڑھی موچھتی کہ ابرو تک اُسترے سے صاف رکھتے تھے۔ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ایک موضع پران کے سید خاندان میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے عالم جذب میں رہتے تھے۔

ذرا ہوش سنبھالا تو گھر سے نکل گئے۔ گو ان کا کوئی خاص مرکز نہ تھا مگر زیادہ تر موٹے کھمبے
میں ہی رہتے۔ ڈیرہ ہمیشہ گاؤں سے باہر لگایا کرتے۔ گالیاں بہت پونے۔ اور اکثر شاتے
بھی۔ اس وجہ سے لوگ ان سے بہت خائف رہتے۔ جس طرف بابا شرف شاہ نکل جاتے
لوگ سامنے سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

میرے پر دادا اعوان کا رسمی ضلع جہلم کے ایک معزز اعوان خاندان سے تعلق
رکھتے تھے۔ کسی دیرینہ دشمنی کی بنا پر وہاں کے کئی سکھ خاندانوں کا صفایا کر کے اپنے خاندان
سمیت بھاگے۔ اور موٹے کھمبے تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں پناہ لی۔ سکھوں کا راج تھا
بھاگنے وقت کچھ بھی ساتھ نہ لے سکے تھے۔ لہذا غریب الٹھی میں پڑی کس پرسی کے
عالم میں دن گزارنے لگے۔ اور اسی عالم میں وفات پائی۔ میرے دادا ملک نظام الدین
میر خرم کا کوئی سگا بھائی نہ تھا۔ میرے والد صاحب قبلہ ابھی بچے ہی تھے کہ دادا صاحب
مرحوم پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور دونوں ٹانگیں بیکار ہو کر رہ گئیں۔ پریشانیوں اور بڑے دکھوں میں
ٹانگیں بیکار نہ مکان نہ زمین اور نہ ہی آمدنی کوئی اور ذریعہ والد صاحب لوگوں کی بھڑکریا
چراتے۔ اور کسی نہ کسی طرح گھر بھر کی گزر اوقات ہوتی۔ اسی عالم میں آٹھ سال بیت
گئے۔ ایک دن چند لوگ کسی دوسرے گاؤں سے آئے۔ اور میرے دادا صاحب کو وہاں
کے مزار کے بے شمار کمالات بتائے اور اصرار کیا کہ آپ کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ کر
جہنم سفاکی کریں۔ اللہ اپنا کرم کرنے گا۔ اور وہ کچھ عرصہ بعد تندرست ہو گیا۔

میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ دادا مرحوم بے حد غریب تھے۔ مگر اب
جو نقشہ بالا تو عجیب ہی رنگ تھا۔ چند ہی برسوں میں گاؤں کے امیر لوگوں میں شمار
ہونے لگے۔ شاندار مکان بنوایا۔ زمین خریدی کنواں کھدوایا۔ اور گاؤں بھر میں یہ
ایک طرح سے حکمرانی کرنے لگے۔

ایک مرتبہ شاہ صاحب نے کسی گاؤں سے گزرتے ہوئے ایک نوجوان حسین اور کنواری لڑکی کو دیکھا۔ طبیعت میں خدا جانے کیا خیال آیا کہ اس کے پیچھے پیچھے ان کے گھر چلے گئے۔ اور اعلان کیا کہ میری بیوی ہے۔ زیورات اور کپڑے منگو کر لڑکی کو دلہن بنوایا۔ اور خود سہرا باندھ کر دو لہا بنے۔ ڈھول بجے والے منگو اسے گئے۔ دلہن کو ڈولی میں بٹھایا گیا۔ خود گھوڑے پر بیٹھے۔ اب گاؤں گاؤں لئے پھر رہے ہیں۔ جہاں رات آئی۔ لڑکی کو کسی گھر رکھا۔ اور خود جنگل میں نکل گئے۔ صبح سے پھر وہی سلسلہ شروع کیا۔ کئی دن یوں ہی گزر گئے۔ اور پھر اس کے گھر لائے۔ اور کہا کہ میری بیوی کو رکھو۔ میں پھر آکر لے جاؤں گا۔ شاہ صاحب کے چلے جانے کے بعد لڑکی کے گھر والوں کو لوگوں نے طرح طرح کے طعنے دینے شروع کر دیئے اور مشورہ دیا کہ شاہ صاحب دوبارہ آئیں۔ تو لڑکی ان کے ہمراہ نہ گزرنے بھیجی جائے۔ بلکہ کہہ دیا جائے کہ لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ کئی دنوں بعد شاہ صاحب پھر آئے۔ اور مطالبہ کیا کہ میری بیوی کو لاؤ۔ گھر والوں نے پروگرام کے مطابق یہی جواب دیا کہ حضور وہ تو مر چکی ہے۔ یہ سننا تھا کہ شاہ صاحب دہاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اور پھر کہا کہ اسے لاؤ۔ میں آخری ویدار تو کر لوں۔ لوگ اندر گئے۔ دیکھا تو لڑکی واقعی مری پڑی تھی۔

اس طرح کے صد بلا واقعات شاہ صاحب سے منسوب ہیں چلتی گاڑی کو انگلی کے اشارے سے کھڑی کر دیتے۔ چہلم کی عدالت کے بھرے اجلاس میں پہنچ جاتے۔ لوگ انہیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے۔ یہ تمام کاغذات لے کر بھاڑ ڈالتے چیل میں جا کر قیدیوں کو آزاد کر دیتے۔ فن پہلوانی اور اسی قسم کے دیگر کھیل جن میں جسمانی طاقت کا مظاہر ہو۔ بہت پسند تھے۔ ڈھول کی آواز پر وجد کرتے۔ وفات سے چند دن پہلے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد کھمبھی کی گلیوں میں کشت و خون ہوگا۔ جب فوت ہوئے۔ تو شاہ صاحب کے گاؤں اور اردگرد کے دیہات کے تقریباً دو ہزار افراد لاش لینے

کے لئے آئے مگر ہمارے گاؤں کے لوگوں نے صاف انکار کر دیا۔ بات برصغیر کے
کشت و خون تک جا پہنچی۔ اور اس طرح شاہ صاحب کا آخری ارشاد پورا ہوا۔ اب
ان کا مزار گاؤں کے اندر ہے۔ ہر سال شاندار میلہ لگتا ہے۔ اردگرد وہاں کے تمام
پہلو ان پہنچتے ہیں۔ قوالیاں بولتی ہیں۔ دیکھیں بکنتی ہیں۔ اور تین دن تک خوب گہما گہمی
رہتی ہے۔ لوگوں کا شاہ صاحب پر اس قدر اعتماد ہے کہ شرف شاہ کی قسم سچائی
کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔

گو جبر اور می کے فرد تھے۔ بہت بڑے بزرگ تھے۔
شاہ نمبر مست
 ان کی اولاد سے مولوی سعد الدین اور مولوی شیخ
 عبداللہ ساکن ملکہ بہت بڑے فاضل گزرے ہیں۔

پاپا جنگو شاہ

گجرات کے مشہور مجذوب ولی اللہ تھے۔ مولوی صالح کنجاہی لکھتے
 ہیں حاشیہ عجیب می داشت پروا ئے کسے نہ وار و در زستان و تابستان
 بیرون مے ماندہ از سروی خطرے و نہ از گرمی اثر سے نہ یا منعم الفتنے و نہ از گدا
 نفرتے۔ نہ یا کسے اُنسے و رازے ہمیشہ با حق در سوز و گدازے۔

پر تخت فنان شد شاہ ہے از ترک تبار کش کلا ہے
 از ہر دو جہاں و راجہ نے واند گرمی و سردیش ہزار نے
 از جام و صبح بے خودی مست از بو و نبود کون دار مست

(بیان منیری ثانی)

آپ کی وفات ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔ قبر موجود ہے۔ قطعہ تاریخ شیخ عبد اللہ نے لکھا۔
موجود ہے۔ قطعہ تاریخ شیخ عبد اللہ نے لکھا۔

جناب شاہ جنگو تودہ خاکنگر عشقش
بجوانے شیخ تار بخش ز خاکستر علی گوید
چو اور مخدوب ذات کبریا کتر شو پیدیا
کہ زہ کم گشته از آتش ز خاکستر شو پیدیا

حضرت شاہ سائل کنجا

خالصہ عہد حکومت میں بہت بڑے عالم دین اور امام الاصفیاء گزرے ہیں۔
اپنے والد ماجد بزرگوار قطب الاقطاب سید قطب الدین بخاری کے مرید تھے۔ والد ماجد
نے تبحر علمی اور تصوف میں مستغرق دیکھ کر آپ کو اپنی زندگی میں ہی خلیفہ نامزد فرما دیا
تھا۔ اور چاروں طریقہ ہائے اسلامی کی اجازت دے دی تھی۔
اپنے وقت میں صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

در بارہ شاہ سائل | یہ دربارہ سائل کا مزار کہلاتا ہے۔ آپ کا اصلی نام سید اسماعیل بخاری
تھے۔ لیکن بایں نام بزبان مریدین کشمیر مشہور ہیں۔ کیونکہ کشمیر عوام اب بھی اسماعیل کو
سائل کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے بارے میں مختلف النوع روایتیں مشہور
ہیں۔ ان سے قطع نظر یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مزار کنجاہ کی منقر و ثقافتی تقریب کا
مرکز ہے۔ یہاں ہر سال میلہ لگتا تھا۔ جو اب تقریباً اجاب برادری کی عدم توجہ کی
صورت میں محض ختم شریف پر موقوف ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ سائل اپنے علاقہ کے ہر دل عزیز قابل فخر پیشوا اور اپنے وقت
کے اولیاء علماء میں سے بڑے متقی اور زاہد مشہور تھے۔ آپ کی ولایت کا چرچا خالصہ
عہد میں ہوا جبکہ تمام پنجاب ان کے خون چکال مظالم سے تھرا رہا تھا۔ آپ سے ایک
شخص نے اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے سوال کیا کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا
جائے؟ آرنے سے صبر کی تلقین کی۔ وہ لولا کہ ان حالات میں مہرے لئے صبر

کرنا مشکل ہے۔ اب مزید صبر کیا۔ تو مر جاؤں گا۔ حضرت شاہ سہاکی یوں لے کر تیری موت
خسارے کا سووا نہیں ہوگی۔ چونکہ تانا ہے۔ خون اس کے ذمہ ہو جاتا ہے جیسا مارنے والا
ہو۔ اسی نسبت سے خون بہا لیا جاتا ہے۔ اور اگر مارنے والا زمین و آسمان کے خزانوں کا
مالک ہو۔ تو مرنے والے کی قسمت کا کیا کہنا! اسے تو اسی نسبت سے خون بہا ملے گا۔

آپ نے فرمایا سنو! ایمان جب زبانی اقرار سے گزر کر قلبی تصدیق کی منزل تک
پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے نتائج کردار کی قوت، سیرت کی پختگی اور اعمال کی پاکیزگی کی
صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ قلبی تصدیق کے بغیر ایمان کی حیثیت کاغذ کے اس
پھول سے مختلف نہیں ہوتی۔ جو روح میں بالیدگی پیدا کر دینے والی خوشبو سے محروم
ہوتا ہے۔ موتی کی قیمت آب سے ہے۔ اور ایمان امتحان کی کسوٹی پر پورا اترنے کے بعد
قیمت پاتا ہے۔ مصلحت شناسی انسان کو حق گوئی سے اس وقت باز رکھ سکتی ہے جب
اندیشے و امن گیر ہوں۔ ایمان چونکہ سراسر محبت ہے۔ اور محبت محبوب کی راہ میں پیش آنے
والے خطرات سے و امن بچانے کی خواہش نہیں۔ خطرات میں کودتی ہے۔ تو اس کا حسن نگہ
آتا ہے۔ اسے نئی آب و تاب ملتی ہے۔ نئی زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور نئی آن بان کے
سامنے جلوہ گر ہو کر قلوب کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جب تک محبت خام ہو۔ اندیشوں اور
وسوسوں سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اس کی تکمیل کی علامت ہی یہ ہے کہ خطرات سے
بے نیاز ہو جائے۔ اندیشے اس کے قریب نہ چھٹکنے پائیں۔ چنگھاڑے ہوئے طوفان اس
کے سامنے آئیں۔ تو وہ ان سے ٹکرانے کیلئے سینہ سپر ہو جائے۔ صحابہ کی محبت چونکہ صدیق
تمھی۔ اس لئے وہ اندیشوں کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ خطرات میں کود کر آبا کی محبت سے
معراج کمال حاصل کی۔ تب اس شخص کو اطمینان قلبی حاصل ہوا۔ یہ بزرگان دین کی توجہ قلبی
ظاہری و باطنی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

دوبارہ فرمایا سنو! غلامانِ محمدؐ کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ انہوں نے افتادِ زمانہ میں ڈھلنے کی بجائے حالات کے دھارے کا رخ پھیر کر رکھ دیا۔ نفس کا بندہ جب بھی قائد قومیت سے ملتا ہے۔ تو اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن خدا کے بندوں کا یہ معمول نہیں۔ اول تو وہ میر و سلطان کی بارگاہ کو قبلہ حاجات بنانے کی بجائے خدا کی بارگاہ کو قبلہ حاجات سمجھتے ہیں۔ اور اگر حادثے کے طور پر ان کی کسی ذمی اختیار شخصیت سے ملاقات ہو بھی جاتی ہے۔ تو وہ اسے ان غلطیوں پر متنبہ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ضعیف اور کمزور مخلوق کی پریشانیوں کا موجب ہوتی ہیں۔

(۱) آپ کا دربار باوقار اور مزار پر الوار قصبہ کنجاہ سے تقریباً دو فرلانگ بجانب شمال مغرب نزد شاہراہ سرگودھا موجود براستہ موضع ناگرا یا نوالہ ہشت پہلو چاہ کھجور کی والہ پر اپنی زمین میں موجود ہے۔ نیز خالقہ کے شمال مغرب ہمارے مزدور اور مملوکہ زمین ہے۔ جس کے خویش واقارب مالک ہیں۔ خدا انہیں برکت دے آمین
نوٹ:- آپ کے پر پوتے حکیم علی حسین قرشی نے ۱۹۴۶ء میں ہشت پہلو روہنہ بنوایا ہے۔ آپ نے شب ووشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۰۵ء ۴۱ برس کا کھسمت کو وفات پائی۔

(۲) آپ کے خاندان سے بہت سے لوگ نامور عالم، صوفی، طبیب اور شاعر گزرے ہیں۔ آج کل آپ کے پر پوتے حکیم پیر عبد الواحد بخاری رحبڑ و طبیب بورڈ مغربی پاکستان درجہ اول و فاضل جامع اسلامیہ ڈابھیل (سی پی) گجرات میں مشہور و معروف ہیں۔ اور اپنے سلف صالحین کے پورے پورے جانشین اور صحیح وارث شرافت و نجابت علم و فضل اور تصوف، معرفت میں اچھی خاصی دسترس رکھتے ہیں ایک دو خانہ بنام بخاری فارسی کھول رکھا ہے جس میں مریض ماہی بے آب کی طرح آتے ہیں۔ اور صحیح سلامت ہو کر چلے جاتے ہیں۔ نیز تشنگاں علم و حکمت کو آب زلالا معذرتاً کہہ دیتا ہے۔

بزرگان دین کے مزارات پر ہمارے ہاں اور بھی بہت سے میلے اور عرس منعقد ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان تقریبات میں بعض ایسی چیزیں بھی شامل ہو گئی ہیں جن پر اخلاقی اور مذہبی طور پر اعتراض کیا جاسکتا ہے لیکن اکتساب فیضی و دعا کا بنیاد کی جذبہ ہر جگہ موجود ہے۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ میلے اور عرس مختلف علاقہ کی مخصوص ثقافت کی علامت بن گئے ہیں۔

۱۱، جن لوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ وہ بھی وہاں جا کر بعد درود و تہنیت دعائیں مانگتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور فیض اٹھاتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اپنی منشا کے مطابق مرادیں حاصل کرتے ہیں خصوصاً گرو نواح کے زمیندار ہر فصل کا پہلا پھل خواہ کچھ بچیں۔ آپ کی خالقانہ پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں جن میں اعلیٰ درجے کے کپڑے کا اچھا نقدی اور موسم کے مطابق فصلوں کے دانے ہیں نے خود حکیم بخاری بھی دیکھے ہیں۔ اسی طرح سبزیوں کا حال ہے۔

۱۲، تریئے کے تپ میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ آپ کی مدفن یعنی خالقانہ شاہ سائل بخاری سے صرف ایک ٹھیکری یا لکڑی کی چھوٹی سی لاکر دھاگے میں باندھ کر گلے میں باندھ دیتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم اور دعا برکت اور لوگوں کے عقیدہ اور یقین سے یقینی طور پر تریئے کا بخارا تر جاتا ہے۔

حکمتے جاری است بعد از مردنش

۱۳، اسی طرح خارش اور دیگر مٹیلی امراض کے لاعلاج مریض آپ کی قبر مبارک کی خاک شفا کے کر جسم پر ملتے ہیں۔ ان کو اپنے عقیدہ اور یقین سے یقینی طور پر شفا کامل نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسے نظام الدین ولد احمد دین ماچھی المعروف جامو ماچھی محلہ موچیاں والہ خارش سے جذام ہو گیا۔ خاک شفا سے شفا یاب ہوا۔ دوسرا صنوبر ولد لہنا المعروف صوبہ لنگا کاجن کی ستر میں گھنیر ہو گیا۔ تو آپ کی خاک شفا سے ہی فیض یاب ہوا۔

(۴) آج کل بھی علاقہ کے زمینداروں کے ہاں گائیں ہوں بھینسیں ہوں۔ ان

کاسب سے پہلا دودھ ہمارے بزرگوں کے گھر پہنچاتے ہیں۔ کئی دفعہ میں نے خود پوچھا ہے۔ (حکیم بخاری) پہلا دودھ آپ کیوں دیتے ہیں۔ تو جواب میں کہتے ہیں۔ حضرت اگر آپ کو دودھ نہ پہنچائیں تو ہمیں وہ مرد خدا (شاہ سہاگ بخاری) آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا ہے۔ اور ہمارے گائیں بھینسیوں کے ٹخنوں میں کیرے پڑ جاتے ہیں۔ جب دودھ دے دیتے ہیں۔ تو پھر تمام زمانہ رضاعت کبھی کوئی تکلیف ہمارے چوپاؤں کے قریب بھی نہیں آتی ہے۔ یہ ہمارا تجربہ ہے۔

دربار شاہ سہاگ میں کئی ایک مفید خلائق باتیں ہیں۔ آپ کا دربار باوقار کسی وقت بھی دعاگو سے خالی نہیں ہوا۔ اور مرجع عام و خاص ہے۔ آج بھی آپ کی کرامات زبان زد عوام و خاص ہیں۔

ما نحو از تذکرۃ الابرار فی سلسلۃ الاشجار قلمی از حکیم عبد الواحد بخاری

حافظ نور اللہ

حضرت محمد حیات صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ علم و معرفت میں کامل تھے۔ اعلیٰ پایہ کے انشا پرداز تھے۔ انشاء نور اللہ آپ کی تصنیف ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

بھیر رحمت عالم و فاضل کبیر
گشت نوشاہی از نور کثیر

شیخ نور اللہ حافظ بے نظیر

ہست بجد و صفت آل عالی جناب

آپ نے دو سفر المنظر ۱۲۲۹ھ میں وفات پائی قطعہ ملاحظہ ہو۔

آفتاب یقین شمس الدین
چوز شوق فنا بخرب بقا

در سعادت چو سعد بو سعید
رفت تاریخ درست شیخ شہید

حافظ اعظم

صاحب زید و علم حافظ محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ مروے کمال بود۔ در علم و عمل
گویند روزے بسرش و رو بود حضرت غوث اعظم قدس سرہ در عالم روپا و دم کو و از
انبار گاہے نسرش و رو شدہ و در پیال بکھزار و دو صد و سی و چہار از ہجرت بود تاریخ وفات
ساکن مغفور بہشت اشدت ۱۲۲۳ھ (سلسلہ الاولیاء)

سید محمد شاہ

سید محمد آبین کے صاحبزادے تھے۔ اور خلیفہ تھے۔ علم معرفت میں کمال رکھتے
تھے۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

شیخ حضرت محمد شاہ کمال حافظ علامہ و عارف کمال
در طریقت بود استاد عجیب تاج نوشاہی طبل لازوال
آپ نے شب سہ شنبہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۶ کو وفات پائی قطعہ یہ ہے
پو محمد شاہ شہان ماورا مرحبا گفتند در جنت یا و
چونستم سال تاریخ ولی گفت ہاتف و در قرآن نقل او ۱۳۳۶ھ

شاہ یواں کے خاندان مفتیاں کے مورث اعلیٰ
مفتی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اپنے وقت
مفتی محمد پونس
کے جید عالم تھے۔ زیادہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

میال احمدی

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

متمتع از فیض سروری حضرت میاں احمد علم ظاہری و باطنی داشت شاگرد حافظ
محمد یونس مرحوم بود۔ بطریق سہروردی داشت و فائش در سال یکہزار و صد چہل و نہ
بود قبرش در شاد یوال است جانب مغرب قطعہ از عظیم جو حکیم کشمیری
چو جان پاک احمد جی روال شد سوکار الخلد بگفتا ناگہاں رضوال کہ رضی اللہ عن احمد
۱۲۴۹

حافظ غلام محمود

صالح لکھتے ہیں۔

وجود مسعود حافظ غلام محمود مشہور باسم صاحبزادہ ولد حافظ محمد مقیم رحمۃ
اللہ علیہ در ظاہر و باطن کامل مرید والد خود بود ہمایر حمید شاہ عالیاں والا نیز محبت داشت
و فائش شب آدینہ پنجم ماہ محرم در سال یکہزار و صد چہل و دو از ہجرت بود و حضرت جلد شاہ
و صاحبزادہ بیک شب وفات یافتند۔ قبرش در سمواں است۔

سید حکیم شاہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

کشور سنجاہ کشا صاحب خرقہ و کلاہ حافظ کلام اللہ سید جلد شاہ علیہ الرحمۃ صاحب کرامت
و یگانہ زمانہ خود برابر اہل مجرور و از حظ نفس بری بود۔ بطریق سہروردیہ داشت بچار واسطہ بخدمت عبد الکریم
منگو والیہ می رسد چنانچہ سے مرید محمد فاضل است و او مرید میاں علی محمد و او مرید میاں ابراہیم
و او مرید حافظ خلیل و او مرید مخدوم عبد الکریم و فائش شب آدینہ پنجم محرم در سال یکہزار و صد
چہل و دو بود۔ قبرش در خون متصل کنجاہ است۔ غلام قادر جلا پور کی دو مادہ لائے تاریخ وفات
سید صاحب سخاوت ۱۲۴۲ھ و منظور الہی سے گوید ۱۲۴۲ھ

سید نور شاہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

اہل درو و ذوق و صاحب سوز و شوق عالیجاہ سید نور شاہ نور اللہ ترمذی عالم و زاہد
و صاحب استغراق و کثیر البکا بود و فائز در سال یکہزار و دو صد و چہل و دو از ہجرت تہرت
کیرالوالہ است۔ قطعہ از حافظ غلام محی الدین کنجاہی است۔

چراغ خانہ دین نور شاہ روشن دل چو گشت جانفش از سخن و نیوی لے
بین حسین ربیعہ بگفت ملہم غیب کو صد خلد بریں باوجا و کجا وید ۱۲۳۳ھ

مولوی محمد ابراہیم اوہم کنجاہی

والد کا نام مولوی محمد اوہم محمد صالح کنجاہی کے نانا بزرگوار تھے۔ مولوی صالح گجراتی
کے مرید تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ مولوی صالح لکھتے ہیں
زبدۃ الصالحین کامل الحیا منظر صدق و یقین صاحب درو و دین معدن اخلاق عظیم
حضرت میاں شیخ محمد ابراہیم طیب اللہ نثر اور جمل اچھے مثنوی عالم و عامل و در زہد و تحمل ربیع
الشان بود علم ظاہری از بسیار اساتذہ حاصل نمودہ بود۔ چنانچہ از خدمت حضرت میاں محمد
کھیالی والہ و حضرت مرزا مقصود بیگ و لالہ الیہ و حضرت حافظ محمد یونس شاہ الیہ و حضرت
میاں محمد صالح گجراتی رحمۃ اللہ علیہ در علم باطنی مرید حضرت سید شاہ میر است و والد بزرگوار
حضرت میاں محمد اوہم مرحوم مرید حضرت شاہ محمد غوث بود حسن صورت و سیرت داشت و
یکتا تھے جہاں آرائے خواجہ ہر درو سرانے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم روپا شرف شدہ از کے
نہ سجید تھے کہے رارنجانیدہ مدح و قوم پیش وے یکساں بود صاحب دروے کہ
ہر کہ اسم مبارک سبحانہ و تعالیٰ بزرگوارانہ سے یا کہے ابیات محققانہ خواندے در حال

از چشمانش اشک روان شد سے جدی مادی و استاد پاک نهاد این خاک نثر او است
وفاتش روز دوشنبه بوقت ظهر بیست و نه ماه ربیع الآخر در سال یک هزار و دو صد و چهل و
سه از هجرت بود قبرش در کنجاہ پایاں مرقد حضرت پیر سبز غازی است رحمۃ اللہ علیہ قطعہ تاریخ
وفات از میاں اللہ جوایا شوق سادہ چکی۔

ز دوشنبہ ربیع دومین بیست و نہ رفتہ بوقت پیشین

شیخ فرخندہ سید ابراہیم جان خود کرده بایزد تسلیم

شوق بستہ کمر عزم درست سال تاریخ وفاتش می جست

کافی بود بشارت ز ایں سو کان بفرک از طلب اندر تنگ و پو

سال آن رخت کش خلوت عدل و اما متکف جنت عدن ۱۲۴۳ھ

قطعہ وفات مولوی ابراہیم کنجاہی از غلام محی الدین کنجاہی

ہیہات مات مولانا محمد ابراہیم فجاہ الہم علی ارواح عالم الہم

خدا تاریخ من هذا لایئہ الکریم اولئک المقربون فی جنات النعیم

آپ کی مدح میں صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

و ما دم رحمت ایزد تعالیٰ بود بر خاک پاک شیخ والا

کہ مست آن خواہیگاہ خوش حوالی محمد شیخ ابراہیم عالی

چو شیخ فی طریق و اقصی امام زمرہ ارباب تقوی

بملک بر وباری بادشاہی بنہاد و ورع عالی دستگاہی

اگرچہ وصف اولس و پذیر است وے از شرح آن فکرم قصیر است

رموز فقر در دانش نہاں بود نقائے خضر از روشن عیاں بود

ہزاراں رحمۃ اللہ بر روانش

درود حق بود بر پاک جانش

خواجہ عبدالرحیم

منگولوں میں حضرت شاہ سید شریف کی اولاد سے تھے۔ مخالفہ عہد حکومت
میں بہت اقبال پایا۔ ان کا تمام خاندان نور علی نور رہا۔ مولوی محمد صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔
والا اور گاہ سیاہ پناہ دریائی ایقان اہل طریقت و عرفان صاحب الطاف
عظیم حافظ سید عبدالرحیم نور اللہ مرقدہ در علم ظاہری و باطنی کمال بود۔ در توحید تفرید بلند
شان داشت حضرت نور اللہ شاہ را باورے اعتقاد تمام بود کہ بجائے پر میدانتے مریدان کے
بسیار بودند۔ اول اورا قادریہ حضرت شاہ محمد بقا سندی را دی کوٹ والا داشت و اورا
خواجہ محمد معصوم سرہندی کی وار حضرت حافظ غلام مرتضیٰ قصیر کی چستیمیز داشت
وفاتش شب شنبہ یازدہم ربیع الآخر در سال یکہزار و صد و پچاس و تریج از ہجری

بود۔ قبرش در منگول است قطعہ تاریخ از میاں الشہ جو ایشوق ساوہ چکی است۔
آن لیلوی شاہ اوربائے است
چول بند معدن حقیقی بید
تاریخ وصال این تہیں گوید شوق
از سلک حجاز عقد الفت یکست
گوہر زیبا بحر سرمد پورست
۱۲۴۵ھ

حضرت غلام غوث

آپ حضرت غلام مصطفیٰ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۱۲۴۵ھ کو پیدا
ہوئے اپنے وقت کے مشہور عالم اور جید خطاط تھے۔ خطوط نسخ و نستعلیق دونوں میں مہارت
رکھتے تھے۔ امیرانہ لباس پہنتے۔ لیکن دل میں فقرا و علماء کی محبت تھی۔ قصیدہ بردہ
شریف اور دلائل الخیرات کے عامل تھے۔ اللہ شریف میں بیعت ہوئی۔ ۱۱ صفر ۱۳۰۲ کو فوت
ہوئے۔ قطعہ تاریخ

اے مجمع مرآت و اے منبع کرم
 اے معدن فنوت و اے مخزن حکم
 گفتند سال رحلت تو اے رغباتِ حرم
 الف و ثانیہ و اثنین قورہم
 آپ کا مزار موضع اعوان شریف میں ہے۔

حضرت غلام محمد

حافظ محمد محفوظ کے صاحبزادے تھے۔ تمام علوم ظاہری جو اس زمانہ میں
 مروج تھے۔ اس پر حاوی تھے۔ آپ کی عمر کا اکثر حصہ مجاہدات میں گزرا اعلیٰ درجہ کے
 خوش نویس تھے۔ آپ سے بکثرت خوارقِ عادات ظاہر ہوئیں۔ آپ کی وفات ۱۲۴۴ھ
 میں اعوان شریف میں ہوئی۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔

میاں غلام محمد کہ بلوڈ کامل مرد وہم زماہ رجب نقد زندگی بسپرد

زبس یہ خلق خدا راہ حق سمے پیود خداش جائے پیاغ ارم عطا فرمود ۱۲۴۴ھ

حافظ نصر اللہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

برگزیدہ اہل اللہ حافظ نصر اللہ علیہ رحمۃ اللہ در علم ظاہری و باطنی متمتع داشت

متقی و متورع زمان خود بود۔ مرید حضرت مرزا صاحب مرزا جان جانان و بلوی است

وفاتش در سال یکہزار و دوسد و چہیل و ہشتت از ہجرت بود۔ قبرش در جوڑہ است۔
 قطعہ تاریخ از غلام محی الدین کنجاہی۔

رحلت نمود حافظ نصر اللہ نیک خو

افسوس در وصف لزیں دیشش جہات

حافظ دوام با قبول جناب او ۱۲۴۸ھ

ہاتف یگفت سال رحلتش بخاطر م

محمد قاسم ابوالوفاء

حضرت میاں محمد قاسم ابوالوفاء نور اللہ مصنف عابد و زاہد و فقیہ و شہسوار و طبیب
کامل در زمان خود بود و شاگرد و مرید والد بزرگوار خود حضرت میاں محمد اسلم است و دکان
مریدے والد خود حضرت حافظ پدھما است و دکانے مریدے والد خود حضرت حافظ امان اللہ
است و دکانے مریدے حضرت میاں مصطفیٰ لاہوری است و دکانے مریدے حضرت میاں جان محمد
لاہوری است و دکانے مریدے حضرت میاں وڈا صاحب است رحمۃ اللہ علیہم و شاہ صاحب
حافظ سید عبد الرحیم نیز اعتقاد کمال داشت و انا و شہسوار زبان مشکلم بود و بکیر الکلام
مائل و دل نیکو خود روشن رو پوسندہ بنام و از اقوال و افعال مالا یعنی محترم کمال بود و حضرت
سید محمد تقی را با دکانے اعتقاد تمام بود کہ بجائے پیر میرا نستی پیر روشن ضمیر این فقیر است
وفاتش روز شنبہ وقت باہر او بیست و ہفتم از ماہ جمادی الآخری در سال یکہزار و دویست
و پنجاہ و دو ہجری ہجرت بود و قبر آن صاحب در موضع گولیکی است۔
بطرف جنوب از گنجاہ در مدح او

از دل و جان مدح کنم پیر خویش	پاک تن و پاک فن و پاک بخشش
خواجہ عباد زبے پار ما	راہرو در را سب در سنا
زبدۂ از زمرہ دین پیرو راں	اہل دل و قدوہ صاحب دلاں
کان و فایحہ صفا مقتدا	عین حیا فقر لقا پیش روا
چہل کش و اہل پیش نیک خو	نام خوش نام خوش و خوب رو
نام گرامی اش بدل کردہ جا	شیخ محمد قاسم بحر الوفا
بود بہتاپ رخ بس جمیل	برحمۃ اللہ تعالیٰ جلیل
از دل و جانش شدہ صالح مرید	دارغ غلامی بچسب پر کشید
و اگر او بہت بفسح و ما	در زبان دارد ابو الوفا

قطعہ تاریخ وفات از میان الہ جو یا شوق سادہ چکی۔

ابو الوفا آن بچہ سہ اونی
 صبح گاہاں بادل جامع
 ریخت رحلت ز در سفلی بسنت
 شوق سالتش شمر و ہالف گفت

ہاوی کامل طریق ہدی
 بست و ہفت از جمادی الحری
 بتنائے او شد اعلیٰ
 با گرفتہ بخت المادی ۱۲۵۲

سید نور احمد

منگوان کے رہنے والے تھے خواجہ عبد الرحیم کی اولاد میں سے تھے بہت
 بڑے بزرگ تھے میان محمد چھوڑا نوالیہ نے قطعہ تاریخ لکھا۔

فغان کہ افسر سادات سید نور احمد
 شدہ ز مردم گریں چناور و ن جہاں

۲ سال فصل وے عقل سلیم گفت این سال
 چرخ بھند بگوش با چراغ جہاں
 ۱۲۵۳

سید حافظ الہی بخش

سید حافظ نور اللہ صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ اور خلیفہ تھے نوشاہی لکھنوی

شاہ الہی بخش حافظ خوبرو

عین علم معرفت عین سخا

آپ کی وفات بروز شنبہ تبارک بخیر در رمضان ۱۲۵۳ھ کو ہوئی قطعہ ملاحظہ ہو

غوث دوراں جناب الہی بخش

سال نوشتن بگفت نوشاہی

رفت اندر جہاں سخن با شرف ۱۲۵۳ھ

سید محمد تقی اللہ

خواجہ عبدالرحیم کے صاحبزادے تھے۔ محمد صالح کنجاہی کہتے ہیں۔
 نیر اوج دین و ایمان بحر موج یقین و عرفان و شکر بے کسناں حافظ قرآن
 صاحب صدق و صفا معرفت سید محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ و العطا از علم ظاہر و باطن
 خط وافر داشت۔ در صبر و شکر و زہد و توکل عالی شان بود گاہے گاہے بیک شب
 دو دو رکعت تمام قرآن مجید سے خواند۔ مستجاب اللہ دعوات، صاحب الکرامات
 و المقامات ناصر الغریب قابل لاعدا کامل الحمیاء حسن الخلق، لطیف اللسان موافق
 اللہ مخالف الشیطان فرزند حافظ عبدالرحیم است۔ طریق نقشبندیہ از حضرت
 غلام شاہ داشت۔ و دے از والد خود حضرت غلام علی را بھی کوٹ والا و دے
 از حضرت شاہ محمد تقی سمرقندی و طریق سہروردیہ از حضرت میاں محمد قاسم بولہا
 داشت و دے فرمود ہر چہ یافتیم از یرکت و دے یافتیم و نیز گوید ایسی است۔ از
 جناب غوث اعظم قدس اللہ سرہ و حضرت میاں صاحب قصود کی و دے را بابی القفا
 یاہی فرمود۔ سید محمد تقی تارک الدنیاء ولی کامل مکمل فتاویٰ اللہ تقی اللہ و پاپی گدا
 محمد صالح اخیل میل خاطر داشت کہ در تحریر نمی آید۔ الحمد للہ علی ذاک و فائز رفت
 شنبہ وقت صبح چہارم جمادی الاولیٰ در سال یکہزار و دویسد و پنجاہ و نہ از ہجرت
 قبرش باباں قیر والہ نیز گوار خود است۔
 نظم

خواجہ در درج صدق و صفا	ماہ و رمی برج صلح و حیا
در دیانت زہے بلند مقام	شاہ عالی بکشور اسلام
خفا شن کرد چوں بوقت دعا	می نطلبید چہ خد ز خدا
در دلش چہ غیر حق نیافتہ راہ	بجز از لا الہ الا اللہ
قول او غسل او ہم بللہ	فانی از خویشین تقی اللہ

برگزیدہ ز عاشقان خدا
یعنی اس پیشوا کے سید لقا
در بہشت میں بود شادان
رحمۃ اللہ علیہ والغفران
قطعہ تاریخ وفات از میاں اللہ جو ایاشوق۔

چارعی از جمہادی الاول
روزہ شنبہ بوقت صبح و مال
انجمنہ برج عقل سید لقا
شد ازین خاکدال تیرہ نہال
سال تاریخ اس مجتہد خصال
دانی گوہر شرافت وال ۱۲۵۹ھ

از غلام محی الدین کنجاہی۔
نزد صفت جہنت سید لقا پیغمبر
یکت سال حدیث جو چشم از ہاتھ
کہ بود خصدت و خلق محمدی و زو
نیر از جنت حق با وجہ او ال و رو
در پنج صرت و افسوس رفت زین عالم
مہ سپہر ولایت بنا سید لقا
دل شکستہ من گفت سال تاریخش
ششون محکم اسلام او فتاد از پ ۱۲۵۹ھ

سید عباد اللہ شاہ

خواجہ عبدالرحیم صاحب ساکن مگھوال کے فرزند ارجمند تھے۔ صالح کنجاہی
کہتے ہیں۔

پیر زمانہ در زمانہ خود یگانہ رفیع القدر عالی جاہ حضرت سید عباد اللہ علیہ رحمۃ
برادر کلان سید محمد لقا است ارادہ حضرت غلام شاہ دارو اما قبض از والد خود یافت۔ عالم
و خلیق و حافظ و زاہد اہل حال و صاحب اقبال بود۔ و در آن زمان باونے کسے در ہر مساوات
ندانشت۔ و فائش روزہ شنبہ ماہ ذی الحجہ در سال یکہزار و دو صد و شصت و شش از
ہجرت بود تیرش نزو والد خود قطعہ تاریخ وفات از حافظ غلام محی الدین کنجاہی ایوان
اہل دل سید عباد اللہ
بود خوش خوبنیب او نبیاب صبی

گفت تاریخ نقل او عظیم
 از محمد بخش موبله والا۔
 رُخ سادات و مهم جرایع نبی
 ۱۲۹۹ھ ۱۲۹۶ھ

آہ افسوس شاہ سید عباد اللہ
 سال خوش جرایع دین بگو
 نقل کروند زین فنا فی اللہ
 عالم از علم بود اہل اللہ
 ۱۲۹۶ھ

غازی عبداللہ

حضرت امجد اللہ و الغازی شیر خدا پیر شاہ قلندر غازی عبداللہ رحمۃ اللہ
 علیہ حافظ محمد حفیظ کے دوسرے فرزند ارجمند تھے۔ آپ موضع ٹھٹھہ موٹے میں
 پیدا ہوئے۔ آپ ہمارے اوج کبریا اور شہباز ہما اعلیٰ تھے۔ آپ کی تمام عمر
 عبادت شاقہ میں گزری۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے جد امجد حافظ
 محمد جمیل زندہ تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ علاوہ کھڑکی
 میرپور میں چلے گئے۔ وہیں وفات پائی۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔
 میاں محمد صاحب مصنف سیف الملوک کے پیر و مشید تھے۔

شیخ ذاکر ولدہ شیخ سعدی

شیخ ذاکر ولدہ شیخ سعدی مد فون گندہ قریشاں کی اولاد میں سے تھے۔ قاضی فضل حق
 وزیر آباد کی ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

تارک الدنیا بود۔ اگرچہ در عہد بادشاہ گروی باد میں پور اقامت کروندہ ایم بدیں
 صبر و قناعت بسر می بردند۔ در بدایت حال نغانہ محقر سے در گجرات جاتے سکونت اہل
 و عیال خودی داشتند۔ از تنگی مکان چار پائی باہنگام روز در وہلیز خانہ خور می نہادند
 در ایام بادشاہ گرویہا فوج سنگھال نہنگ مشرب در گجرات در و نمودند۔ و در شہر کمال

مردم دست دراز کی کروند یکے ازاں فریق چار پائی از ولیمز مبارک برداشته برید
 و آنحضرت بعجز و انکساری در باب واپس چار پائی درخواست کرد و مؤثر نشد۔ آنحضرت
 بجلالت طبعی معرکہ قیصرہ خمیر بر زبان آورد و باشارت انگشت سمر از تن سکھ حاصل چار پائی
 جدا ساختند چار پائی از دستش بیفتاد و ہمراہیاں او فرار می شدند۔ و ماجرا پیش رئیس
 قوم اظہار نمودند۔ رئیس مذکور باجمع کثیر بوجوہ نذر و نیاز بطور شکیبایی بخدمت حاضر بود
 عفو تقصیرات کنایید و در حق خود درخواست وعائے گذار

حاصلات والہ کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے عالم دین
 اور عارف باللہ تھے۔ ان کی کرامات لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔

شیخ اللہ

چکوڑی متصل کنجاہ کے بزرگ تھے۔ انہی کے نام
 سے اس گاؤں کا نام چکوڑی شیر غازی مشہور ہے
 ہندالہ کے رہنے والے تھے۔ مزید حالات معلوم نہیں
 ہو سکے۔

شیر غازی

حافظ فتح اللہ

سید تھے۔ موصنع نور جمال کے رہنے والے تھے۔
 اپنے وقت کے بہت بڑے عارف اور بزرگ تھے۔
 لوگوں کو آپ سے عقیدت تھی۔

میاں نور جمال

سید محمد حسن بن خدا بخش ساہنپالوی فقیر کامل روحانیت
 میں حضرت نوشہ سے مستفیض تھے۔ روزیہ غیب
 میں ان کو روزانہ ایک جوڑا ملتا تھا۔
 (شریف التواریخ شرافت)

سید محمد حسن

موصنع و مصلیان کے رہنے والے تھے۔ مزید حالات
 معلوم نہیں ہو سکے۔ مشہور ہے کہ اپنے وقت کے
 جید عالم اور کامل صوفی تھے۔

حافظ سعد اللہ

سید حافظ روح الدار سید محمد امین کے صاحب زادے تھے نیک اخلاق، ہونہری مشرب اور اپنے وقت کے امام الاصفیاء تھے۔

سید غلام علی شاہ سید غلام علی شاہ بن سید قاسم الدین شاہ صاحب جلالی بزرگ تھے۔ لوگ ان کی بددعا سے خائف رہتے تھے۔ اکثر لوگوں کو آپ کی دعا سے اولاد نصیب ہوئی۔

سید نظام الدین سید نظام الدین بن سید سبحان علی نوشاہی مدفون ساہنیال شریف صاحب کرامت و تصوف بزرگ تھے۔

میر شاہ حضرت میر شاہ علم ظاہری سے بالکل نا آشنا تھے۔ لیکن علم معرفت سے مالا مال تھے۔ کٹھالہ کے رہنے والے تھے۔ جلدی لکھن وال چلے گئے۔

سید محمد شاہ آپ کوٹ جوڑاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ حکیم احمد دین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ذکر لفظی اثبات کر رہے تھے کہ اپنے بدن کے جوڑے جوڑے علیحدہ ہو گئے۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر ڈر گئے۔

حافظ شاہ کی

ملتان بزرگ تھے۔ خالصہ عہد میں قلعہ دار ضلع گجرات میں آئے۔ قمریشی الاصل تھے۔ جناب بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کی اولاد سے تھے۔ ان کا سزا قلعہ دار میں موجود ہے۔ بڑے نیک پرہیزگار اور شب بیدار بزرگ تھے۔ ان کا القاب پرہیزگار کی بہت مشہور ہے۔

مولوی صدر الدین

مولوی صدر الدین اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ مولوی محمد صلح گجراتی کے شاگرد تھے۔ قلعہ دار ضلع گجرات میں کچھ عرصہ رہے۔ بعد میں جہلم چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کی اولاد سے جید عالم پیدا ہوئے جن میں مولوی برہان الدین خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کی وفات ۱۲۶۸ میں ہوئی۔ قطعہ تاریخ از غلام محی الدین کنجاہی۔

سال فوت جناب صدر الدین باومر حرم رحمت رحمان ۱۲۶۸ھ

حافظ خان محمد

موضع قلعہ وار کے مشہور عالم دین تھے۔ قریشی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ قادری سلسلہ سے منسلک تھے۔ ۱۲۷۴ میں وفات پائی۔ ان کی بہت سی کرامات تذکرہ اسلاف و اخلاف میں درج ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات حافظ خان محمد قلعہ وار کی از علامہ سید احمد ناظم

تحت نشین گشت بک سرہا
در بسیل خمیس دوم غرہ شعبان
از مولوی جان محمد ساکن بیگووالہ
بود است مروخان محمد قلعہ وار

دبج فواصل کا شمس نورت
ہادی پیشوا می رہ دین آخرت

تا بناہ حملہ عالم با قلب فجرت
با قلب سوز گفت اری شمس کورت

تاریخ او بر آمد از دین آخرت ۱۲۷۴ھ
سال وفاتش آمد از گنج آخرت ۱۲۷۴ھ

باید بیزید وقت و عین زماں ولی
برداشت دل زوار فنا سوائے انہماں
تاریخ سال وصل چو رسیدم از خرد
بار و گدگوش در آمد ناز غیب
در دین خوب بود بکھرا، حات خولش

حافظ عبداللہ شاہ

آپ بمقام سیالکوٹ ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے۔ جناب قاضی صاحب کے حلیف تھے۔ موضع بوکن ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ انیس سال علوم ظاہری کی تعلیم میں گزارے۔ مولوی علم الدین سیالکوٹی کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ ۱۸۸۴ء میں اپنے والد چراغ علی کی معیت میں جناب قاضی صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ چوراسی سال کی عمر میں ۱۹۱۱ء کو بدھ کے دن مقام چک نیرہا شمالی ضلع گجرات میں فوت ہوئے۔ بڑے زاہد و عابد تھے۔

مولوی شکر اللہ

صالح کنجاہی کہتے ہیں۔

حضرت مولوی شکر اللہ علیہ الرحمۃ در علم و عمل بہرہ تمام داشت۔ کہ از یاد طالبانرا تعلیم می کرد و فائز در سال یکہزار و دو صد و دو بود۔ از ہجرت قبرش در چک عمر است نقطہ تاریخ از مولوی غلام محی الدین کنجاہی۔

تبارش از غیب آمدند
نرو می شدہ شمس دین علا
بخوان باز تاریخ نقلش چنان
ابد باو خوش مسکن دے جہاں ۱۲۸۰ھ
یہ بزرگ چک عمر کے بزرگ حضرت شیخ عبداللہ کے جد اجد تھے۔ شجرہ
نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ بن صدر الدین بن حافظ محمد بن حافظ
شکر اللہ۔ واقعہ کو آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

سید خان عالم

حضرت نورشاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ اپنے وقت کے جمید عالم اور بہت بڑے صوفی تھے۔ ۱۲۸۱ میں وفات پائی۔ مولوی جان محمد صاحب بیگ واپیہ نے متعدد قطعات تاریخ لکھے۔

چوں کہ شد و رخلد اں رحمت مہتاب
گفت رضواں کیت صاحب چیت سال
حور و علماں کرو پاپوش شباب
میر سید خان شاہ دانش جواب ۱۲۸۱

ایضاً

شاہ سوارے بلا و قسرب خدا
آفتاب سپہر آل نبی
بعد غیرش سیا پیادہ نوشت
عالم و فاضل ز منشت بہشت
خانہ نقشب سچوش کلام نوشت
مولد مسکنش بہ کیر انوال
ہائے درش مثل بہشت بہشت
تا کہ می داشت بہرہ از جان پاک
جز عمل نیک پتج بغیرہ کشت
سال تاریخ آن بتارج الہ
گفت ہاتف سوار شد بہ بہشت ۱۲۸۱ھ

ایضاً

بود است سید خان محمد زین سرائی
میو و برز مانش عنقار صبح و شام
در فکر ہم شریعت ہادی و پیشوا
سال وفات از شد عنقار زین ادا

محمد صالح کنجاہی

کنجاہ کے مشہور عارف باللہ عالم خطیب اور شاعر تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ

میں غلام محی الدین قصوری سہروردیہ میں خواجہ محمد قاسم ابوالوفا ساکن گولیکی اور خواجہ
بقیابلند ساکن منگوال کے مرید تھے ۱۳۰۷ھ میں وفات پائی۔

غلام محی الدین کنجاہی

محمد صالح کنجاہی کے صاحبزادے تھے خواجہ عبدالرسول قصوری کے مرید
تھے۔ اپنے وقت کے عالم اور ماہر تاریخ گو تھے۔ مجمع التواریخ ان کی مشہور
کتاب ہے۔ تفصیلی حالات مقالہ غلام محی الدین کنجاہی وفات ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔

تاریخ مولوی غلام محی الدین کنجاہی از شیخ عبداللہ ساکن عمرچاک

۱۲۸۴ھ حافظ سالم کمال از دین آہ کہ آبادہ شہ بخلدہ بمبئی ۱۲۸۴ھ

۱۲۸۴ھ شیخ سال وصل گوبس زین آہ جاں غلام محی الدین ۱۲۸۴ھ

سید حافظ قتل احمد

جناب سید حافظ الہی بخش صاحب کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ بہت بڑے
عالم بھی تھے۔ آپ کی علمی تحریریں میری نظر سے گزری ہیں۔ نوشتا ہی لکھتے ہیں۔

شیخ قتل احمد مکرم عارف عالم و حافظ بعرفان واسلے

شد مجد و عصر خود عالی مقام علم نوشتا ہی از روشد کالمے

آپ نے ۱۳ ذی الحجہ الآخر ۱۲۸۶ھ کو وفات پائی قطعہ ملاحظہ ہو۔ از

غلام سرور لاہوری

قتل احمد پو پوچوں بہ نام احمد زینت ازل آخر بوقت فاتحہ در مجلس ختم الرسل احمد

چو بہت از ساقی دل سرور سزست تبارش ندا شد یافت جام پیود کی جہر و کل احمد

آپ بھی سید حافظ الہی بخش مظلوم سید حق کے صاحبزادے تھے۔ درویش صفات تھے۔ موصوف صاحب کشف

سید مکھن شاہ
کرامت تھے۔

غلام رسول

حضرت غلام رسول کے بڑے صاحبزادے تھے۔ علم ظاہری میں یگانہ تھے۔ عمر کا ایک حصہ مجاہدات میں گزارا۔ اعلیٰ درجہ کے خوش نویس خطاط بھی تھے۔ آپ کی عمر کا ایک حصہ حالت جذب میں گزارا۔ حضرت قاضی سلطان محمود پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ۲۸ جمادی الآخر ۱۲۸۴ھ کو بدھ کے دن وفات پائی قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

انگہ بد حضرت غلام رسول

تالیع شرع احمد مقبول

ازول و جاں مطیع امر خدا

نور اللہ قبرہ دوسرا

مثل او نیست در جہان ثانی

روح اللہ روحہ سامی

شب آدینہ وقت بعد ما

شد زوار الفنا بسوئے بقا

بست و بہشت از جہاد ہی الثانی

کہ لیسر دوس رفت آل نامی

سال ترحیل آل گزیدہ بسر

بغفور است اسے خجستہ سیر ۱۲۸۶ھ

آپ کا مزار مبارک موضع برنالہ قبرستان کلاں کے جانب شمال مغرب واقع ہے۔

غلام مصطفیٰ و غلام سعید اللہ

یہ دونوں حضرات حضرت غلام رسول صاحب کے حقیقی بیٹے تھے۔ اول اللہ کے حضرت قاضی سلطان محمود کے دادا تھے۔ آپ دونوں علوم ظاہری باطنی سے حصہ وافر رکھتے تھے۔ حضرت غلام مصطفیٰ صاحب ۲۸ محرم الحرام ۱۲۶۰ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو چاشت کے وقت فوت ہوئے قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

جذبح و اجد رب فضل و کرم بود کہف درا و غراب و کوہ سخا و جود

چو از غلام حضرت ہم اسم و اسم داشت
 شیر عزیز زاد و صالحش سہا نمود
 ایضا
 ۱۲۶۰ھ

رفت از جہاں غلام غلامان مصطفیٰ
 در بست و ہشت ماہ محرم اپن سرا
 گویا فکند پیرہ ظلمت دریں جہاں
 ہائے بغرب گشت بوقت صبحی نہاں

چھوٹے بھائی عبداللہ ۱۲۸۹ھ میں فوت ہوئے۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔
 میاں عبداللہ کہ بود مرد خدا
 کمر و ترحیل زیں جہاں فانی
 سال تاریخ آن مبارک قال
 بود واکم بذكر رحمانی ۱۲۸۹
 دونوں بھائیوں کے مزار موضع ادان میں موجود ہیں۔

سید عبداللہ شاہ گجراتی

گجرات کے رہنے والے کامل صوفی تھے۔ ۱۲۹۲ھ کو فوت ہوئے۔ مولوی شیخ
 عبداللہ صاحب نے قطعہ تاریخ لکھا جس کے ہر مصرع سے تاریخ کامل ہے۔ ہر شعر
 کے بنقطہ الفاظ سے تاریخ ہے۔

جناب شاہ عبداللہ پیر و مرشد و ہادی
 بخت قریب جدا عجز آمد عام در احصال
 بطبع شیخ از سال وصال او جواب آمد
 باصحاب کرم آمد مطالب و وارم شادال

سید فضل شاہ

موضع چک عبدالخالق کے رہنے والے تھے۔ مولوی شیخ عبداللہ سے دستار
 دہا۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک طویل خط فارسی نظم میں انہیں لکھا جس میں
 ان کے اوصاف بیان کیے۔

جناب سید
 زبیر مصطفیٰ تائیدہ اختر
 جناب لالہ گل سوار حیدر
 زورج مرتضیٰ پاکیزہ گوہر

وجودش نور چشم ہمیشگی و جا است
 وفا با ذات او همچون گل و قند
 نجابت خانه زاد دود مالش
 بفضل شاه ایوان رسالت
 تو ایمن یاشی و محفوظ و محفوظ
 پس از شوق ملاقات و مقالاً
 سلام غنچه پستان الفت
 سلام چون عتاب مہوشان خوش
 سلام با پر پروانه آمدوش
 سلام رنگ او چون لاله گل
 ہویدا ہو و پیدا بر خمیرت
 سخن فہما بہ دکن دوست قاصد
 جواب خط ما بہت خوشی
 بہ نقصان آند از خط الفت تو
 ہمہ از شستی و تعطیل و غفلت
 برانم گرترا افتد بمن کار
 تو از کار کساں فارغ نہ باشی
 روی تا میر بود بل تا کہکشان
 بفرمایم مرا ای سر و گل رنگ
 بیائے من خلیدہ سوزن نم
 چوبل را بگل پرواست و پرواز

نہ بودش دیدہ زہرہ منور
 حیا با جان او چو شیر و شکر
 شرافت خاندانش راست چاکر
 بہ الطاف عباد اللہ یکسر
 بحال و حال فرزند و برادر
 پس از عرض سلام پاک و اطہر
 سلام چون شمیم ورد احمر
 سلام نے جواب نامہ دلبر
 سلام بالب بلسبل برابر
 سلام بوئے او چون مشک عنبر
 ضمیر پاک رشک بام خاور
 فرستادیم ما نامہ سکر
 دریدی نامہ چون بال کبوتر
 خط ناگشت گویا خط دلبر
 شدہ آل کار معلوم از لواہر
 نتاہم سر اگر چی می درد سر
 کہ آری او بکار این محقر
 برائے انتظام کار دیگر
 اگر خواہی چو غنچہ مشتے از زہر
 ترا مانند عیسی رخت بر خور
 چہ پردا سوخت از پروانہ را پر

چرا سازم سپاہ چوں خامہ و فتر
چہ حاصل گزشتگانہا کتم سر
فرسیدش اگر باشد میسر
ققش را از میانہ چک و بھنبر
جو اب جملہ را بنویس خوشتر
ہر دوں ساز می ہمہ از گوش دیگر
چراغ و شمع گشته از مہ و خود
دل اعدائے تو یاں سمند
بجالم شاہ و دیگر سپید کبر
رسانیدن من داعی الحفر

چو کافی عاقلان را شد اشارت
دیگرہ جب قدیمی رفت از یاد
و گرازتنگ ہم شکوہ درازا
عنان و باگ و دور آراہہ تقیہ
کنون تخمیل ہر یک خوب کردہ
نہ ہر پیغام را آری ز یک گوش
الہی تائبہ ظلمت خانہ و ہسر
رخ اجباب تو مہتاب النور
سلام باہ شاہ سپید احمد
عباد اللہ را سر بوس و دعوات

باب نظام الدین

میاں نظام الدین طور شاد لوال کے رہنے والے تھے۔ سپید کرم شاہ نور سی
کنجاہی کے مرید تھے۔ اور ان کے مرید رشید کا نام خواجہ نور محمد ہمارے چشتی نظامی
ہے۔ ۵ رجب بروز جمعہ کو فوت ہوئے قطعہ تاریخ میاں غلام محمد نے لکھا ہے۔

عجیب حسرت و درد و افسوس
جہان کی خوشی ہم سے نابود ہے
کہ فیض ان کالم میں مشہور ہے
خدا اور رسول اس پر خوشنود ہے
کہ اولاد ویسی ہی موجود ہے
چلے کوچ کو اب یہ ستور ہے

در یغا ہوئے فوت قطب جہاں
پٹیا سینہ غم سے ہو اچاک چاک
مکمل تھے وہ ایسے روشن ضمیر
وہ حضرت سے جس پر ارضی خدا
مردانِ حضرت نہ ہوویں ملول
رجب کی تھی پانچویں بروز جمعہ

حضرت قاضی سلطان محمود

آپ ۱۲۵۶ھ کے قریب اعوان شریف میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حضرت غلام نوح تھا جس کا ذکر اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم اور فن خطاطی اور خوش نویسی والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ ظاہری علوم کے لئے کئی ایک درسگاہوں سے فیض یاب ہوئے جن میں سے حاجیوالہ، ملکہ، چمن ضلع گجرات کھائی میں مولوی نور احمد۔ تھوہا محرم خاں، غور عشتی شمس آباد پشاور میں تحصیل علم کے لئے پہنچے۔ شرح ملائک کہ تا میں علامہ سید احمد ناظم ساکن شادیوالہ سے پچیس پچیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ علم منطق و فلسفہ پر خاص عبور تھا۔ تعلیم باطنی میں حضرت اخوند کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خرقہ خیلافت حاصل کیا۔ ان اور بزرگوں سے بھی مستفیض ہوئے۔ علم کشف بہت زیادہ تھا۔ آپ نے یکم شعبان ۱۲۲۷ھ

مئی ۱۹۱۹ء بروز جمعہ وفات پائی۔ قطعہ تاریخ۔

چوں مرشد باو عاشق رب و دود

شد و اصل حق زد ہر قاضی پدود

بر لوخ مزار بہر سال تاریخ

کافی است قبر گاہ قاضی محمود ۱۲۲۷ھ

اس کے علاوہ قبلہ قاضی سلطان محمود و کل نفس ذائقۃ الموت میں مادہ طے

تاریخ ہے۔ آپ کا مزار پر الوار اعوان شریف میں موجود ہے۔ مولانا عبدالرحمن دیوبند ساکن پٹی مریان نے آپ کا مرثیہ عربی میں لکھا۔ اس میں آپ کے کمالات کا ذکر ہے۔ یہاں بعینہ درج کیا جاتا ہے۔

بجن و فزع بکل المکان

وصارت سما و روتہ کالرحان

واهل السماء بکوا کالمرثان

لباس السواد لفتح یغان

تکا و تصور بوجه اربحان

فما لی اری عالمانی الانان

علی اهل ارض انت غاشیہ

علی اهل ارض لباس الحداد

وکاء السماء لقد البست

وزلزلت الارض وذلزلها

فناع نعي لعي سلطانها
 بد البصع من وجهه اذ طلع
 بحارا المعارف من فيضه
 محرز الدهور بامثاله
 قد اغتسل منة كل يوم
 مجاهد في الله حق الجهاد
 اكشف القلوب وكشف القبور
 لهند تقص صفاتها
 خفيف جناح ملائكت
 باهى الاكف اهل التراب
 ومن قبل وفناك لم احسب
 لقد كان في كل اخلاقه
 كان الجميع من الاوليا
 فان الولاة تبت به
 بشعبان وقت ضحى جمعته
 لقد فان نور اعظيما يقول

حبيد الشمايل شيخ الزمان
 باوقات ارشاده باللسان
 وسعن مطالب سطرى بيان
 على مثل منل عنها الحنان
 شتا و صيفا وفي كل شان
 دليل ليختم كل القرآن
 باوتى توجهه باثيان
 على لعلها تغسل للوفان
 على حول لعشك وبيكى الاوان
 عميك اذا اخلوك الكنان
 بان البدر لعيب الاران
 مثيل الحبيب حيد الزمان
 لذا قد اتى بعد هم فى الاوان
 كختم الرسالة اخور زمان
 باول ارمخ الى اللامحان
 ابو الفيض فى حول غور الاوان

حضرت محبوب عالم سیدوکی

آپ سید انٹرنیٹ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے تحصیل
 علوم دین کے بعد مدرسہ اسلامیہ کرنال میں ملازم ہو گئے۔ وہاں حضرت توکل شاہ انبالوکی

سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ان کے حلقہ ارادت پر آگئے۔ اور ان کے اکابر
خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ۲۱ رمضان ۱۳۳۵ھ میں وفات پائی۔ مزار پر انوار سید
شریف ہیں۔ مولوی سلام اللہ شائق نے قطعہ لکھا۔

چول جناب مولوی محبوب عالم زندہ دل
عالم و فاضل فقیر و بے بدل مدنی منش
بر مزارش ابر حجت روز و شب باشند نزل
از مزارہ مولوی صاحب چراغ دین نوشت
از سرانادیشہ از افسوس گفتہ سال او
شاد روانہ جانب فردوس روشن شاد باد
عابد و زاہد شریف و پارسی نیکو نہاد
می کنم ہر دم و عسازہ حضرت رب العباد
جانب شائق کہ گوید سال آن عالی نژاد
مولوی محبوب عالم در بہشت عدن باد

پیر محمد اکبر شاہ حسینی موع بھاگو ضلع گجرات کے بزرگ تھے علوم دین
سے بہرور تھے۔

محمد چراغ

والد کا نام پیر محمد عالم نقشبندی مجددی تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مسند
گولڑہ شریف کے مرید تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور فخر گو شاعر تھے۔ ۱۹۱۸ء کو فوت
ہوئے۔ مولوی سلام اللہ شائق ساکن چک عمر نے قطعہ لکھا۔

چراغ خاندان عباس گل شد
بنارنج و فانش گفت شائق
پنا ہے بود بہر اہل رحمت
بگوئے ہے چراغ اہل حجت ۱۹۱۸ء

پیر علام سمور شاہ

پیر محمد چراغ ساکن چکوڑی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت مہر علی شاہ
گولڑہ دی کے مرید تھے۔ زہد و عبادت میں مشغول رہتے۔ ایک مدت تک جذب

میں رہے۔ فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے۔ ۱۳۱۱ مطابق ۱۹۵۲ء کو فوت ہوئے
قبر مبارک چکوڑی بھیلووال میں ہے۔ راقم نے قطعہ نازخ لکھا۔

دیرخ از جوہر قہر آسمانی خزاں آمد پیاغ شاہدانی

ز دنیا سوئے عقیقی شد روانہ چند وقت و ابدال زمانہ

شہنشاہ جہان پارسائی امیر کشور عقده گشتائی

بمیدان طریقت شہسوار در ایام شریعت تاجدارے

ابام پیشوائے سالکال بود شکست بر طرف قطب ز ماں بود

خزاں آمد پیاغ کامرانی پریشیاں شدت شانہ گانی

ز فرط درد و رنج ارتحالش بقلم آمدہ بس یاد ساش

کہ احمد چوں ز ہالف یک نشان حسرت غلام سرور عالی قدر گفت ۱۹۵۲ء

خدا پر مرشدش باران رحمت بیمار روز و شب بزم اقیامت

موضع چوہدووال کے رہنے والے تھے حضرت پیر شاہ
غلام محی الدین صاحب ساکن گولڑہ ٹریفک کے مرید صادق تھے۔
حضرت پیر صاحب کو ان سے خاص الفت تھی۔

پیر سلطان احمد عباسی الہاشمی پستی النظامی پیر سلطان احمد صاحب
چوہدووال کے رہنے والے تھے حضرت پیر علی شاہ صاحب
کے مرید خاص و صادق تھے۔

سائیس کرم الہی مجذوب والد کا نام میاں غلام محمد ساکن گجرات۔ آپ

صاحبزادہ محمد امین

آپ حافظ نور الدین صاحب ساکن چکوڑی بھیلووال کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ حضرت سیالوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے چشتی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے تحصیل علوم دین کے بعد صوفیائے مشرب اختیار کر لیا۔ ۱۳۲۵ء کو بمقام چکوڑی بھیلووال (شریف) لاؤڈ فوٹ ہوئے۔ مولوی نور الدین انور ساکن ہریہ والہ نے قطعہ تاریخ لکھا۔

شیر و غل ایوانِ خاکی تالاب کیواں رسید
 مایہ کویز تال ہم اختر تاباں رسید
 حیرتا و احترتا میں درد بے درماں رسید
 ما بغم ماندیم او در منزلش شاداں رسید
 ہر کہ آمد در چکوڑی خستہ و حیراں رسید
 چوز دنیا ئے ولی در منزلِ جاناں رسید
 حیراں از طاق گردوں طرفوا گویاں رسید
 ۱۳۲۵

ہر کہے از ہر دے بادزد دل نالاں رسید
 کور شد زیں حادثہ چرخ کہن ہم نیلگوں
 زیں جہاں پر طریقت کردہ است عزم سفر
 در طریق حق پرستی بے نظیر و بے بدل
 اسے مریداں در فرانس جامہ با کرد چاک
 شوز لٹیک از صف روحانیان پیہم شنید
 عقل در سالش و دانش او سر ہوش این بگفت

ایضاً

ملک سیرت و آدمی پست بود
 محمد امین ہم خدا دوست بود ۱۳۲۵
 یکا یک ز اوج چکوڑی نہفت
 محمد امین زینت الخند گفت ۱۳۲۵

میں عابدے بے ربا حق پرست
 خرد سال رحلت بگو ششم بگفت
 چو پیر طریقت حکم خدا
 پے سال تاریخ ہالت ز غیب

سید بہار شاہ

بوہر متصل لالہ موسیٰ کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۲۲ھ میں فوت ہوئے
سلام اللہ شائق نے قطعہ لکھا۔

گل گلزار صاحب لولاک	جائے سید بہار شاہ شریف
ور سخا و کرم بسے چالاک	گلبن گلستان مر تصوی
پاک بود است از جنس و خاشاک	مصدر فیض و منبع احسان
بود از حسد و نخل سینہ پاک	میل و نیانداشتے در دل
شہ پریدہ ز خنجر افلاک	بازوے دوست سید سردار
برگ میوہ شہ ز صریر پاک	بزمین اوفتاد نخل مراد
شہ دل از مرگ او مصیبت ناک	چشم احباب و میدم جارست
شور و غوغا گذشت از افلاک	بیرہ گول شد تمام روئے زمین
اطلاع شدے بے دل چاک	ناکہاں کرو جائے عزم سفر
گفت تاریخ شائق نمناک	ہائے باو بہار آخر شد

سید حاکم شاہ

مولانا سید حاکم شاہ صاحب چشتی نظامی، نقشبندی، مجددی و ریچالو
میں سجادہ نشین تھے۔ حضرت پیر حمید شاہ صاحب جلالپوری کے خلیفہ تھے۔ مولوی
سلام اللہ صاحب ان کی مدح میں لکھتے ہیں۔

چائین خاص حضرت پیر حاکم	گلبن باغ رسولی سر وستان علی
ناقصاں را پیر کامل کا بلاں را مقصد	مصدر فیضان حق آمد و جو د پاک او

آمدہ درگاہ پاکش مہسبط نور خدا
 زانکہ آمدہ روئے پاکش شرح لفظ و لہجہ
 دست بردار و چون گام مہسبت در دعا
 می دہد از بہر ہر یک آنچه دار و بے ریا
 می شود افزون ز مورد مرغ و صبح و سا
 گروہن ساز و و صنوا از چشمہ آب بقا
 وارث حضرت مجدد و سر نشین اولیا
 نقشند کی نیز چشتی مسلک آن رہنما
 دمیدم جاری ز بانش خاص در حمد و ثنا
 دار و از لطف عمیش التجا این بینوا
 بر سر تاقیامت جاوید تسل آن ہما
 از خدا سئے روز و شب ایسے خواہم دعا
 ہمچو جان در جسم بندہ باد تا روز جزا
 کلفت خجالت نہ بنید شائق مسکین گدا
 این دعا را از طفیل شایع روز جزا

صاحب کشف و کرامت عارف اسرار ہو
 ہر کہ بلند روئے پاکش باید از غمہا نجات
 ہر یکے انگشت دستش آمدہ مفتاح باب
 بیخ گاہ خالی نرفتہ از در او سائے
 حلقہ مسترشدیں در مجلس عالی جناب
 نیست جائز نام پاکش بر زباں آورد تم
 قطب عالم غوث عالم ناز چشت و نقشند
 مجمع بحرین آمدہ سینہ بے کینہ اش
 مظہر فیض رسولی منبوع رحمت بدال
 چونکہ فریاد نواز شہائے بحال مخلصان
 یا الہی از کرامتہائے ذات پاک او
 گلشن اولاد احوال ہمہ سر سبز باد
 در دو عالم یا الہی حب پاک اہل بیت
 روز محشر اسے خداوند زمین و آسمان
 دارم امید اجابت از منور لایزال

سید جوایا شاہ

سید جوایا شاہ کلینوال سیدال کے رہنے والے تھے۔ مولوی سلام اللہ
 شائق کو آپ سے عقیدت تھی۔ ان کو خط لکھا۔

شاہ صاحب جی میری بیہ التجا
 نام حق کے حق سے مجھ کو بخشوا
 علم و دولت ہو مجھے جلدی نصیب
 اور زیارت مصطفیٰ بھی عنقریب

در تیرے پر اکھڑا ہے یہ غلام غرض کرتا ہے یہی بس والسلام
یہ اشعار ۱۹۰۶ء میں لکھے گئے۔ آپ کی وفات ۱۳۲۲ھ کو ہوئی۔ تو آپ
نے قطعہ لکھا۔

حق طلب حضرت جوایا شاہ عارف و پاکباز رحمت حق
گفت شائق امصرع تاریخ مستر و البتہ ہادی حق ۱۳۲۲
آپ کا روضہ بمقام بوسال موجود ہے۔

سید حامد شاہ

سید حاکم شاہ کے صاحبزادے ہمہ صفت موصوف تھے۔ آپ نے سید حاکم شاہ
صاحب کی سوانح عمری ۱۳۴۲ء میں لکھی شائق نے قطعہ لکھا۔

پہول جناب سید حامد شاہ فرخندہ لقا
سر سیر حالات حضرت والا مجدد شریف
اشرف السادات امام فرخندہ خاندان
مرد و تسوید ازوے تفریح طبع و دستان
سالی تصنیف کتابش شائق فرماں تہذیب
منبع صدق و صروت معدن حلم و جہاد
سید حاکم شاہ صاحب قبلہ گاہ اصفا
شمع ایوان رسالت سرو پارخ مصطفیٰ
نسخہ مطبوع و پاکیزہ بطرز دلبر با
گفت گو حالات پیر نقشندگی باصفا
۱۳۴۲

نور الدین گجروی | حافظ نور الدین بن حافظ بخش قادری نوشاہی ساکن گجرات تحصیل
پہا لہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ بموجب مولف ناظم

کتاب خزینۃ الفقہ ۱۳۵۲ء کو فوت ہوئے۔

مولوی ابراہیم قاری

موضع ڈروہ کے رہنے والے تھے۔ فرقہ نوشاہیہ سے تعلق رکھتے تھے۔

والد کا نام مولوی حافظ محمد رمضان تھا۔ ۱۳۶۸ھ میں مسجد میں جان جان آفریں کے پیر
کروا کر راقم احمد حسین نے قطعہ لکھا۔

ہاں بسیں چارہ ساز رنج حکیم
چہیت درو کہ بے لطف و قرار
ہاں رواں شد زما کنوں مرے
زادہ و عابد و ستودہ بخصال
نیک خو نیک درو خوش گفتار
ہنکہ از حق خلق پاکیزہ از حسن خلق
داشتے وقت گفتگو شاید
آہ بود اندرین جہاں مرے
عمر او شد سر بدر ویشی
داشت در فقر خود بعزت جاہ
دامین او پیر از خزنہ غیب
خبر مرگش بگوش عالم رفت
ہر کیے گفت درو چیف دریخ
حال زار غلام جیلانی مثالہ او
سال فوٹوش بگفت ہالف غیب

ایں چہ رنج اندر است طبع سلیم
شاید از مار و ان شدت ندیم
کہ از گش دل جہاں دو نیم
رہ رونق جاہ خاندان قدیم
پاک طینت محمد ابراہیم
داد اہل جہاں را تنظیم
درو ہاں موج کو تہ و نیم
کہ بختن مثال اوست مدیم
گر پیر مباداشت عزت تو کردیم
فرشا بنشیت بہ زیرہ کلیم
جیب او گر تہی بد از زورہ ہم
لرزہ آمد بہ تخت عرش عظیم
رفت از دہر رونق انقلابیم
کس نہ فہد کہ بتر است فہیم
رفت زیں جاے محمد ابراہیم

محبوب عالم | چھاپانوالی کے رہنے والے تھے۔ سجادہ نشین تھے۔

غلام محی الدین جلالپوری | آپ جلال پور جہاں کے رہنے والے تھے۔ بلندہ
قسم کے قادر ہی مشرب صاحب حال بزرگ تھے۔ حضرت قاضی صاحب کے دل و
جاں سے مداح تھے۔ ۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء کو فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ حضرت
قاضی سلطان محمود صاحب کے اور بھی قابل قدر خلفاء تھے۔

پیر خادم حسین | لکھنؤ والے رہنے والے تھے۔ حضرت قاضی صاحب کے
خليفة تھے۔

مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی

آپ سید محمد شاہ صاحب نیک اختر کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۳۰۶ھ کو پیدا ہوئے۔
علم و فضل اور معرفت کے باب میں اپنے بزرگوں کی نشانی تھے۔ فارسی اردو پنجابی میں شعر
کہتے تھے۔ اور بڑے پرگو شاعر تھے۔ تاریخ گوئی میں خاص دسترس تھی۔ آپ کے دس عدد
ضخیم بیاض ہم نے خود دیکھے ہیں۔ جو سید شریف احمد صاحب شرافت کے پاس موجود
ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مہابیت پاکیز بزرگ تھے۔ آپ
کے مفصل حالات سید شریف احمد صاحب شرافت نے ذکر نوشاہی کے نام سے
شائع کر دیئے ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ کو وفات پائی۔ راقم احمد حسین
احمد نے متعدد قطعات تاریخاً وفات لکھے۔ سید می غلام مصطفیٰ بھی مادہ تاریخ

قطعہ ملاحظہ ہو۔

غلام مصطفیٰ نوشاہ ثانی
 زہریم دستاں چوں ناگہانی
 بگو ششم ہاتھ غیبی ندا زد
 بگو اندر کماش والہانہ
 غلام مصطفیٰ نوشاہ ثانی
 زہریم دستاں چوں ناگہانی
 بگو ششم ہاتھ غیبی ندا زد
 بگو اندر کماش والہانہ
 دگر نیکو سیر غوث زمانہ ۱۹۴۵ء

مولوی حبیب اللہ

مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسر کے رہنے والے تھے۔ زمیندارہ ٹائی سکول میں مدرس رہے۔ ایم۔ اے ریاضی تک تعلیم تھی۔ اس ملازمت میں آپ کی عارفانہ زندگی لوگوں کے لئے لاجواب نمونہ تھی۔ آپ علوم اسلامی سے مکمل طور پر بہرہ ور تھے۔ حضرت محبوب عالم صاحب علیہ رحمت ساکن سید اشرفین کے دستِ حقِ پرست پر بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ تو کلیہ میں شامل ہو گئے۔ اور مجدد کے مقام تک پہنچے۔ آپ کے کمالات و خرق عادات و کرامات کا تذکرہ نہایت وسیع ہے۔

راقم الحروف قمریشی احمد حسین احمد نے خود متعدد کرامات و کمالات دیکھ کر حلقہ ارادت مندوں میں شامل ہونے کی آرزو کی۔ اور آپ نے نہایت شفقت مہربانی سے اپنے خادموں میں شمار کر لیا۔ پھر ان کی تمام زندگی آپ کی نظر پر فیضان کا نتیجہ ہے۔ آپ کے کمالات لکھنے سے میرا قلم قاصر ہے۔ آپ نے اکتوبر ۱۹۶۲ء ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ کو وفات پائی۔ اور گجرات میں مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ راقم نے لکھا۔

امیر القوم فی القوم الجیب

نقد وصل الجیب الی الجیب

قادر سخی الجیب الی الجیب

فقال بموت بازغہ عام وصل

آپ کا سلسلہ بیعت راقم نے اس طرح تحریر کیا۔ اور بزرگان نقشبندیہ سے استعانت

تباہ عالم پریشیاں روزگارم
 پریشیاں شد بہار زندگانی
 ز قہر دل بکھرت التجائے
 مرادہ در دو عالم سر بندگی
 مرادول نشاط جاں گرداں
 بحق اوج ثناں مصطفائی
 بہ سماں پاسی از روئے تحقیق
 بحق جعفر صادق مجسم
 بحق بو الحسن خواجہ نیکو نام
 بحق بو علی غم خوار حبانی
 بحق عبد خالق شاہ دوراں
 بحق خواجہ محمود دوراں
 بحق بابا ساسی لقبینی
 بہاؤ الدین شہ گروں سر سیرے
 پئے یعقوب چرخ گرامی
 بحق خواجہ زاہد در شاہوار
 بحق خواجہ ایلنگی مجدد
 بحق شیخ احمد رہنمائے
 بحق خواجہ سیف الدین گرامی
 بحق خواجہ حسن دلپندے

الہی بکیم بس حال زارم
 نئے بنیم بعالم شادمانی
 بدر گاہت بیارم اس دہائے
 بحق اوسبائے نقشبندی
 پئے ثناں مشکلم آساں گرداں
 خداوندانہات کبریائی
 بحق حضرت بو بکر صدیق
 بحق آل امام شاہ تقاسم
 بحق بایزید آل پیر بسطام
 بحق خواجہ تقاسم شکر گانی
 بحق خواجہ یوسف پیر ہمدان
 بحق خواجہ عارف شاہ عرفان
 بحق شاہ علی رامتینی
 بحق شاہ کلان ماہیگرے
 بحق شاہ علاؤ الدین نامی
 بحق شاہ عبید اللہ اصرار
 بحق خواجہ درویش محمد
 بحق باقی باللہ پارسائے
 بحق خواجہ معصوم نامی
 بحق خواجہ عابد نقشبندی

بحق خواجہ نور محمد
 بحق آل غلام شاہ علی شاہ
 بحق شاہ شریف علی مقامے
 بحق خواجہ محبوب عالم
 بحق حسن یوسف القامے
 نظر بر احمد خستہ دروں کن
 الہی عاقبت محمود گرواں
 الہی دولت ایماں عطا کن
 با حمد ذوق و شوق زندگی وہ
 بحق جان جاناں پیرا محمد
 بحق بو سعید آل صاحب جا
 بحق خواجہ محمود نامے
 بحق شاہ حبیب اللہ عالم
 معالیٰ مرشدے عالی نقائے
 بحال زارہ و ابتر سرنگون کن
 حیات دو جہاں مسعود گرداں
 بما الطاف و رحمت بے بہا کن
 متاع و دولت تابندگی وہ

ان دونوں آستانہ عالیہ جس پر پیر صاحبزادہ محمد یوسف فرزند ارجمند حضرت
 حبیب اللہ صاحب مسند نشین ہیں۔ اور بندہ اصحاب حسین احمد کے لئے فیوض و برکات
 کے دریائے رحمت کھلے ہیں۔

قاضی عبدالحق

جلاپور جٹاں کے بزرگ تھے۔ قادری سلسلہ میں منسلک تھے۔ ۱۳۸۰ھ
 میں وفات پائی۔ گجرات کے مشہور صنعت کار جناب صدیق ظفر نے ان کا شاندار روضہ
 بنوا دیا ہے۔ اور ہر سال عرس کا انتظام بھی کیا ہے۔ حافظ آفتاب درانی نے طویل مثنوی
 لکھا ہے۔ قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

شجرا از ما ولی پاک آہ در جوار رحمت بیزداں مبین
 آپ کی مدح میں صدیق ظفر کے اہتمام سے کافی قطعات لکھے گئے جو ظفر صاحب
 نے گلہائے عقیدت کے نام سے شائع کرا دیئے ہیں۔

قاضی محبوب عالم

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کے چھوٹے بھائی محمد مسعود کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۳۰۹ھ کو بمقام اعوان شریف میں ہوئی۔ آپ کی والدہ شہسوار خدیوگی میں فوت ہو گئیں۔ لہذا ان کی پرورش قاضی سلطان محمود صاحب کی اہلیہ محترمہ کے ہاں ہوئی۔ قاضی صاحب موصوف نے اپنے بچوں کی طرح پرورش کی۔ اپنی زبان پر سلا یا کرتے تھے۔ درس میں مشنوی مولنار وسم کی تعلیم دی۔ آپ علم و حکمت اور حسن اخلاق کی تمام خوبیوں سے آراستہ ہیں۔ اور بزرگان سلف کی یادگار ہیں۔ راقم پر خاص طور پر شفقت فرماتے ہیں۔

سخن بدیدہ آرم بہ محبوب عالم مگر لطف چشمش پیاز بہ عالم
حسین نواز مہر محمود ماہی بیادش بود نغمہ ہائے خیالم

سید شریف احمد شرافت

اعلیٰ حضرت غلام مصطفیٰ نوشاہی کے صاحبزادے ہیں۔ بڑے خلیق مہربان ملنسار اور مرتجاں مرغ قسم کے انسان ہیں۔ خلق و صورت سے بزرگانہ شان نمایاں ہے۔ علم و فضل کے بحر بیکراں ہیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے شریف التواریخ، تاریخ غباسی وغیرہ معرکہ کی چیزیں ہیں۔ راقم الحروف احمد حسین احمد کے نہایت مہربان شفیق اور مخلص دوست ہیں۔ اللہ میاں ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ رکھے۔ بزرگوں کی نشانی ہیں۔

آخر میں خاندان نوشاہیہ کا سلسلہ بیعت یہاں درج کیا جاتا ہے جو مولوی
سید الحق ساکن ہر لائوالی نے نظم کیا۔
الہی انت ربی ذوالعالی رحیم قادر مولیٰ الموالی

پیر ولایت شاہ صاحب

آپ رانیوال کے سید خاندان سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم گجرات میں مسجد جلال شاہ میں پائی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ چالیس سال سے درس حفظ قرآن جاری کر رہے ہیں۔ جس کا خرچ اپنی جیب سے برداشت کرتے ہیں۔ نہایت پاکیزہ صفات بزرگ ہیں۔ زیادہ اطاعت گزار ہیں۔ آپ کے صاحبزادے تمام کے تمام حافظ اور عالمان دین ہیں۔ جن میں سے صاحبزادہ محمود شاہ صاحب، سید حامد شاہ صاحب اور سید احمد شاہ صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ عالم بھی اور زاہد بھی۔ تمام خاندان تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں ہے۔

پیر ولایت شاہ صاحب حال ہی میں ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو بروز جمعہ بوقت عین نماز جمعہ نماز کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔ جنازہ میں بہت زیادہ ہجوم تھا۔ راقم نے نماز جنازہ میں حاضری دی۔ اخی المکرم کیپٹن محمد رمضان ششم قریشی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے

چوں گزشتہ روح صوفی از فنا
بر در جنت بیدیدہ اولیاء
مرحبا گفتار و استقبال کرد
مشقی سید ولایت شاہ بیا ۱۳۹۴

مولوی نعمت اللہ

موضع چھترہ کے رہنے والے ہیں۔ درس نظامیہ کے فارغ التحصیل ہیں آج کل لالہ موسیٰ میں تعلیم کے لئے ایک شاندار جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور اس میں رشد و ہدایت کی تبلیغ میں کوشاں ہے۔ آپ کے علم معرفت کا فیضان دور دور تک پھیل رہا ہے۔ عملیات کے ماہر ہیں۔

معین للعباد بكل حال
 بنوره یبندی اهل الضلالی
 و اهل البیت کما فی خیر الی
 علی ارواحهم بالانصالی
 ولیک ذمی المناقب المعالی
 لاهل البجر احسن ذوالوصالی
 حبیب بالریاضة لاشالی
 نصیر اللہ اشرف بالمقالی
 فناء بالبقا فی ارتحالی
 عظیم الخلق فی خیر النضالی
 لاصل الظلم کما البصر الجلالی
 وحید الدهر من فضل الکمالی
 من اللہ العزیز بكل حال
 علاء الدین احسن بالجمالی
 علی بوالحسن بالتحسیر والی
 هو المولی من المولی الموالی
 هو عبد القادر الضیغ مثالی
 علیه وآله فی کل حال
 منصور بنصره ذوالجلالی
 حمید الدین بامن للرجالی
 معین المستعین بكل حال

قدیم قادر بر روف
 و صل علی نبیه خیر خلق
 علی خلفاء و الصحب اجمع
 صلواته و انکاء سلام ادنی
 بحرمت فضل مولانا علی
 و مولانا حسن بصری سعید
 داهل الکریم کان ابو محمد
 و قیوة اولیا داؤد طائی
 ابی المحفوظ هو معروف کرخی
 شریقی السقطی العالی علی
 ابی القاسم جنید غوث وقت
 امام الاصفیاء شیخ شبلی
 و عبد الواحد بوالفضل وال
 و یوسف بوالفرح طرطوس حسنا
 کثیر البیض فی المخلوق حقا
 مبارک بوسید محرمی
 و غوث اللہ محبوب الالهی
 و سیف الدین عارف رحمة اللہ
 صفی الدین صوفی نور ربی
 ابی العباس احمد قطب وقت
 و نور الدین مسعود محمد

وصالح بوالحسن كرم على
جمال الدين اكبر سيد شاه مير
وشمس الدين اعظم في الخلاق
وفي الراج محمد غوث شيخ
وحقاني مبارك سيد القوم
وحشني مجمع البحرين معروف
سليمان كرم ابن الكرم
ونوشري گنج بخش حجة الله
ولا وينا الى سيل الرشاو
وسيدنا جمال الله حافظ
وختم الاولياء حيات شاه
ونور الله نور عين الله
وفي الخلق الهني بخش كرم
وقل احمد شهير مثل نوشته
وليل العارفين آيين شاه
محمد شاه سيدنا رحيم
ومولانا وشيخي سند عالي
معيشتي في المضائب والحواشي
ضياي جيلتي في الدين ونيا
محقق وقدت نور من الا
هو المحضوري المحضر بصدق

محب الله من اهل النور الى
هو عبد الله حسن ذمي الفضالي
هو المعروف اكمل بالوصالي
قوي الحكم في الحالي ومالي
هو الضيغم من الافعال قالي
امين في الخلاق بالوكالي
هو المقبول بالاقبال قالي
هو الحاجي محمد ذمي اللالي
ولي الله برخور دار عالي
ولي كامل في ساهنياني
هو المستغرق الذات التخلي
هو البحر المشحن بالالي
من المتأخرين بكل عالي
بظاهري باطن بالانصالي
امير الملة الال الكسالي
بذكر الله قائم في الاليالي
وقال عظمي بد المثالي
معيشتي بالهداية والوصالي
واهل العين وشين وحالي
غلام المصطفى يحيي الخصالي
فكرته بقربته لا ينزالي

شرف الاثرنا شرف احمد
 قرب اغفر لنا ربنا عظیماً
 فیارب ترحم انت مولی
 انا و عواہد شیوخ شجرہ
 حشرنا یوم یحشر کل ناس
 و عبد الحق او عواہد الہی
 شیوخ القادری کالوا شفیعاً
 فیلغز الہی بالکمالی
 وہب من لذک من النوالی
 کریم قادر فی کل حالی
 الہی انت تعلم کل حالی
 بسلسلتہم الی یوم النروالی
 قیامی فی الطریقہ والکمالی
 و عبد الحق حشتری بالمالی

سید فضل حسین شاہ

آپ کھیڑوالہ ضلع گجرات کے مشہور اہل اللہ خاندان سے ہیں۔ آپ کے دادا
 سید منور شاہ اور محمد شاہ سے علم معرفت و تقویٰ آپ کے خاندان میں ہے۔ خاندانی عادی
 ہیں۔ قادری سلسلہ میں منسلک ہیں۔ نہایت پرہیزگار انسان ہیں۔

سائیں چپ

سائیں گورال دنہ کامرید ہے۔ محضہ ہالیہ کار ہے والائے پہلے ٹھیکیداری
 کرتا تھا۔ بعد میں فقر کا دم بھرنے لگا۔ مدت تک خاموش رہا۔ کسی سے بات نہیں کرتا تھا
 اس نسبت سے لوگ اسکو سائیں چپ کہتے تھے۔ آپ یہ سلسلہ چھوڑ کر پھر ٹھیکیداری
 کرتا ہے۔ قصیدہ غوثیہ کا عامل ہے۔ راقم الحروف کے چچا بزرگوار علامہ مولوی محمد عالم صاحب
 سے قصیدہ غوثیہ خوش خط لکھوایا۔ جو وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ علامہ موصوف نے
 قصیدہ مزید لکھا جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کتبت قصیدۃ الغوث المعظم
 بعون اللہ ربی ذوالجلالی

کجبت لزاد قد فاز فوزاً
 وقد ترک البلاد وما علیہا
 وقد ترک القصور مع الریاض
 وقد ترک الاقارب اجمعیہم
 وقد ترک الطعام بابتلاؤ
 لفر وبعده ذاک ساریر
 فینذکر ربہ فی کل حین
 یقال باسمہ شیخ سکوت
 کثرت و ما اخذت علیہ اجر
 او ابری من کتابہ جمیعاً
 کتبت بحبہ لله محضاً
 سمعت و مارایت بہ بعین
 وانی عالم من قلعة دار
 فارسلہ الیک برحمۃ اللہ
 وقد ترک الکلام مع الریحالی
 فیعبد فی الصحاری والظلالی
 وقد ترک النکاح وکل حالی
 وقد رب بالولی لکل والی
 فیکفی بالتقیل من المحلالی
 بیضان العباد کا الخزالی
 باطراف النهار مع اللیالی
 علی بسکوة الاعلی المعالی
 ولست باخذ من حنف مالی
 علی الملک المہمین ذمی الجلالی
 اذا جاء سوال علی السوالی
 نظمت کما سمعت اللالی
 دعا الخیر ارجو کل حالی
 فخذ منہ بلا تقیل وقلالی

سائیں کرم علی شاہ صاحب

صاحب سنگھ کے زمانہ میں گجرات محلہ چوک مہانال میں ایک معروف عارف
 بزرگ گزرے ہیں۔ علم و حکمت کی دولت سے آراستہ تھے۔ اور باشرع بزرگ تھے
 ان کے تفصیلی حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے البتہ ان کے پڑ پوتے حافظ
 عبدالحمید صاحب کے پاس ان کی لائبریری دیکھی ہے جن سے ان کا عالمانہ شکوہ
 مترشح ہوتا ہے۔ نیز ان کے چند تبرکات کی زیارت کی ہے جن سے ان کی عظمت

واضح ہوتی ہے۔ عارف کامل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے عالم دین تھے
آپ نے ۱۲۶۰ء میں وفات پائی۔

رضی اللہ عنہ ۱۲۶۱

چو کرم علی شاہ نیکو شہت
کہ ناگاہ یافت ہمن مشروداد
ہم کارہ نیا بد نیا بہشت
یادہ ساغری داو سنائی بہشت
چو جام جہاں بین تاریخ او
دریں ساغری شاعری در بہشت ۱۲۶۱

ایضاً

بہ روح کرم علی باد فضل حق صد بار
پدیں وسیلہ تاریخ او بہوں آید
کہ جو دو سالک صاحب حق نما گزار
خدا پرست بشیند و گریہ چہار ۱۲۶۱

ایضاً

منظر فقر و صفا کرم علی شیریں کلام
از پے تاریخ لطف حق عطا کردہ
گشت چوں بازار ایماں غار ملک
تاج غفران خیر رحمت فرق مقام ۱۲۶۱

ایضاً

مصدر سرخدا بود چہ فرشتہ بخو
چوں خدا نزل او کرد در رضوانی
نام او کرم علی شاہ شفیق من و تو
سال تاریخ برو آر تو ۱۲۶۱

ایضاً

لالہ پر شد زو داعی
شہی کرم علی نامش علی بین
برفت آن بلبیل رنگیں زباغی
نمود از کار این عالم فراغی
چو تاریخش بتابد ہمجو نورسند
ابن خون از سراغی

حضرت کالوشاہ صاحب

حضرت سائیں کرم علی شاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ علم و حکمت کی دولت سے اپنے والد کی طرح آراستہ تھے، اپنے والد بزرگوار سے فیض پایا اور عرفانیوں میں نام پیدا کیا۔ معاصر بزرگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے، ان کے خانہ دانی کتب خانہ میں ہم نے ان کے ہاتھ کی متعدد تحریریں دیکھی ہیں جن سے ان کے علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی۔

مولوی عبدالحمید صاحب

حضرت کالوشاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ گجرات میں جلد سازی کا کام کرتے تھے۔ رزق حلال کو وسیلہ تجارت ٹھہرایا۔ روحانیت سے پورا پورا لگاؤ تھا۔ اور اپنے بزرگوار کے صحیح جانشین تھے۔ فروری ۱۹۶۸ء میں وفات پائی ان کے صاحبزادے مولوی حافظ عبدالحمید آج کل بزرگوار مسجد میں منتولی ہیں۔ اور بزرگوار کے جانشین ہیں۔ خلق و مروت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ راقم الحروف کے مہربان دوستوں میں سے ہیں۔

بزرگانِ نوشاہی ہاشمی

بزرگانِ نوشاہی ہاشمیہ کے حالات جناب سید ابوالکمال برقی
نوشاہی نے اس کتاب کی تدوین کے بعد لکھ کر ارسال کئے۔ کتاب
کی کتابت ہو چکی تھی۔ لہذا ان کو سنین وار مناسب مقامات پر درج
کرنا مشکل ہے۔ لہذا بطورِ تخمینہ آخر میں درج کئے جاتے ہیں۔ حالات
واقعات کی تمام ترمیم واری برقی صاحب پر ہے۔

احمد

حافظ سید محمد ہاشم شاہ وریا دل نوشتاری

آپ کا اہم گرامی محمد ہاشم شاہ اور خطاب مستطاب وریا دل ہے۔ آپ امام سلسلہ نوشتاریہ مجاہد اعظم حضرت سید نوشتہ گنج بخش قادری کے فرزند ارجمند تھے۔ علوم وینیہ کی تحصیل آپ نے حاجی حسین دیوالوی، علامہ محمد تقی، مولوی عبد اللہ لاہوری اور آفتاب پنجاب علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی سے کی مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ آپ علوم ظاہریہ میں اس قدر کمال حاصل کر لیا تھا کہ اپنے وقت کے مجاہدین اور فقہاء میں ممتاز تھے۔

نزدہتہ الحواطر میں ہے کہ آپ اپنے والد ماجد کے مرید تھے حضرت سید محمد ہاشم سخاوت، شجاعت، کرامات و خوارق، زہد و تقویٰ اور مہمان نوازی میں شہرہ آفاق تھے کثرت مہمان نوازی اور سخاوت کی وجہ سے لوگ انہیں وریا دل کہتے تھے حضرت نوشتہ گنج بخش نے ان کو اپنی زندگی میں ہی اپنا ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ (فیض الفقرا ناری خطی) مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

بعد از پیر عالی قدر بر سجادہ مشیخت قائم شدہ بسیار طالبان حق را بحق رسانید
(ذکر نیت الاصفیاء ص ۱۹۴)

یعنی اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وہ مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ اور بیشتر طالبان حق کو فیضیاب کیا۔

آپ کی ذات گرامی ظاہری اور باطنی علوم کا سرچشمہ تھی۔ سید محمد حیات بر خور داری نے لکھا ہے کہ سید شاہ عصمت اللہ نے بھی آپ سے چچا اسباق پڑھے تھے۔ حضرت سید محمد ہاشم وریا دل کے درس حدیث میں عام طلباء کے علاوہ علماء اور فضلاء بھی شریک ہوتے تھے۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔ مندرجہ ذیل کتب آپ کی تصانیف سے موجود ہیں۔

۱۔ الصیغۃ الکاملۃ عربی ۲۔ الاصول عربی ۳۔ مجموعہ احادیث و آثار ۴۔ مقامات
 قادریہ ۵۔ القول المقبول ۶۔ شرح احادیث نبویہ ۷۔ حاشیہ صدر ۸۔ حاشیہ خیالی
 (ملاحظہ ہو تذکرہ سعیدیہ و تذکرہ مشائخ قادریہ)

حضرت سید ہاشم، محدث اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کے طبیب جلیل القدر
 صوفی اور عظیم الشان مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے ہاتھ پر آتش پرستوں کی ایک جماعت نے
 توبہ کر کے اسلام قبول کیا تھا۔

انوار نوشاہیہ میں آپ کی تاریخ وفات ۲۲ رذی الحجہ ۱۰۹۲ھ درج ہے۔ لیکن ایک
 قلمی بیاض میں بجائے ۲۲ رذی الحجہ ۱۵ رذی قعدہ ۱۰۹۲ھ لکھا ہوا ہے۔
 آپ کا مزار اقدس موضع رنکل شریف تحصیل پھالیہ میں روضہ عالیہ حضرت نوشہ
 گنج بخش سے شرقی جانب چبوترہ پر واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از سید ابوالکمال برقی نوشاہی سجادہ نشین رڈوگہ شریف

پیر ہاشم شاہ سجادہ نشین	شیخ عالم وارث نوشاہی دین
آں محدث اعظم و قطب زماں	عارف حق دستگیر بے کساں
ناصر ملت امام اصفیاء	عاشق حق مخزن جوہ و سخا
عالم و فاضل فقیہ و رازداں	نائب نوشاہ عالم بے رگماں

گشت چوں آں ماہ تاباں زیر خاک

وصلش آمد، وارث نوشاہ پاک

۱۰۹۲ھ

وللہ

باز گفتم وصل آں عالی وقار، او کلیم متقی رڈوگہ

۱۰۹۲ھ

۶۵ گلدستہ نوشاہی

حضرت سید محمد سعید شاہ دولا نوشتہ ثانی

حضرت محمد سعید شاہ دولا نوشتہ ثانی محدث اعظم حضرت سید محمد لائتم شاہ دریا اول کے فرزند اور سید نوشتہ گنج بخش قادری کے پوتے تھے۔ علم و فضل میں ممتاز اور کشف و کرامات میں بیکتا مئے روزگار تھے۔ آپ حضرت نوشتہ گنج بخش کے تیسرے سجادہ نشین تھے۔ آپ کی بزرگی اور کمالات کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا تھا۔

پیوستہ در حضور خدا و رسول است
زال معتقد شدند و را ملک روم شام

جناب سید محمد حیات بر خور داری تذکرہ نوشتہ ہی میں لکھتے ہیں۔

محمد سعید از بنائے مشاہیر حضرت نوشتہ جو سجادہ نشین است یعنی حضرت محمد سعید در جناب نوشتہ گنج بخش کے نامور پوتے اور سجادہ نشین ہیں۔ (رسالہ اعجاز)

تذکرہ نوشتہ ہی اور ثواقب المناقب میں مرقوم ہے کہ حضرت نوشتہ گنج بخش نے علامہ رضی الدین کنجاہی کو آپ کے فضل و کمال اور سجادہ نشین ہونے کی بشارت دی تھی جو حرف بحرف پوری ہو کر رہی۔ اور اس کے نتیجہ میں آپ کے عہد میں سلسلہ نوشتہ ہیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

خصائص و فضائل | آپ عابد زائد، متقی اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ حلقہ ارادت

بڑا وسیع تھا۔ آپ بے حد مہمان نواز اور سخی تھے۔ بقول شاہ عمر بخش بر خور داری دس من آرد گنیم اور ایک گائے آپ کے لنگر کا یومیہ خرچ تھا۔ آپ عالم با عمل حافظ قرآن مفسر محدث اور فقیہ تھے۔ عامۃ الناس کے علاوہ علماء اور فضلاء بھی آپ کے حلقہ بگوش تھے۔ علامہ عبد اللہ غزنوی، محمد قاسم شامی، شیخ امیر علی کابلی، مفتی خیر اللہ لڑکی جیسے تیسرے عالم آپ کی کفش بر خور داری پر نازاں تھے۔

معمولات | آپ ہمیشہ صبح کی نماز کے بعد درس قرآن مجید دیتے تھے۔ اور ہر جمعرات کو نماز

ظہر کے بعد وعظ فرماتے تھے۔ تہجد کے بعد صبح تک ذکر فکر اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔

تبلیغ اسلام آپ کے ہاتھ پر پے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ مذکورہ المشائخ میں ہے کہ پیدت بیلی رام ساکن مٹھرا چک۔ بدہ کی، میلا اور تھارا رام آپ کی تبلیغ اور کرامات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔

آپ صاحب تصنیف بھی تھے حضرت سید محمد سعید شاہ دولا نیشہ ثانی نے ۲۹ ذی قعدہ ۱۱۴۸ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس حضرت نوشہ گنج بخش کے روضہ عالیہ سے شرقی جانب موضع بیکل شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

سید عالی نسب روشن ہیں

ناہر دین قطب عالم مقتداء

چوں بخت رفت آں مرویشد

گفت و شنش برق نور شد و حید

برق سال انتقال آن مرو پاک

گو جناب وارث نوشاہ پاک

فقیر اعظم حضرت سید محمد ابراہیم شاہ نوشاہی

حافظ سید محمد ابراہیم شاہ نوشاہی حضرت سید محمد سعید شاہ دولا کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ بڑے بلند پایہ صوفی اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ چودہ سال کی عمر میں علوم و فنون میں فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ فقیر اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مسند سجادگی پر تکیا

ہو کر شد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

آپ اپنے والد ماجد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بڑے فیاض، مہمان نواز اور صاحب تقویٰ تھے۔ آپ احکام شرعیہ پر بڑی سختی سے پابند تھے۔ آپ نے ایک طویل عرصہ درس تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا۔ آپ اور اجداد و وظائف اور نوافل پر مواظبت فرماتے تھے۔ آپ نے سو اتر بارہ سال روزے رکھے۔ آپ کی تصانیف سے مسائل طریقت (فارسی نثر) اور فتاویٰ ابراہیمی عربی مقبول خلائق ہیں۔

حضرت سید حافظ محمد ابراہیم نوشاہی نے ۱۲۰۳ھ میں بعد از نماز فجر سورہ حشر کا آخری رکوع پڑھتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنل شریف میں اپنے والد کے مزار سے جنوب مغرب میں چوتڑہ پر واقع ہے۔

قطعہ تارخ و وفات

سید ابراہیم نور کبریا
چون بگفتم ہاتفا و صلش بگو
مخزن عرفان قطب الاتقیا
گفت: سید افضل الفقہا بگو
۱۲۰۳ھ

حافظ سید خان محمد شاہ نوشاہی

آپ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ کے فرزند ارجمند تھے۔ ۳۰ رجب ۱۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بیاض حضرت نظام الدین اور شجرہ خاندان حضرت نوشہرہ پیر میں لکھا ہے کہ آپ اپنے والد ماجد فقیہ اعظم کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ علم و فضل میں ممتاز اور زہد و ریاضت و کشف و کرامات میں یگانہ آفاق تھے۔

آپ فقیہ اور محدث تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے تمام کتب درسیہ

سے فراغت حاصل کر لی تھی۔ آپ نے کئی سال دارالولایت نوشاہیہ رنکل شریف میں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کے عہد خلافت میں حضرت نوشہ گنج بخش کا روئے مبارک رنکل شریف میں تعمیر ہوا آپ نے یکم محرم ۱۲۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔ مزارات رنکل شریف ضلع گجرات میں ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

از پیدایہ ابوالکمال برقی نوشاہی سجادہ نشین ڈوگرہ شریف ضلع گجرات

آن محمد ملک شاہ حق منا عارف حق صدر بزم انبیا

برقی بدخورد شید عالم پیمثال زاباد خورشید عالم انتقال

اولاد | آپ کے تین فرزند تھے۔ اول پیدہ حسن محمد شاہ عارف دوم پیدہ حافظ قطب شاہ سوم پیدہ حافظ عظیم اللہ محدث تینوں علم و فضل میں ممتاز اور عارف کامل تھے

حافظ پیدہ حسن محمد شاہ عارف نوشاہی ہاشمی

آپ حضرت پیدہ حافظ خان محمد ملک شاہ نوشاہی کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۱ صفر

المظفر ۱۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے ذہین تھے۔ ۹ سال کی عمر میں قرآن مجید

حفظ کر لیا تھا۔ اپنے والد صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کئی سو نفس پوچھتے تھے۔

آپ سے پیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ فارسی اور عربی کے شاعر تھے۔

وفات | آپ نے ۴۴ شعبان المعظم ۱۲۶۴ھ میں واعی اجل کو لبیک کہا۔ مزارات رنکل

گورستان نوشاہیہ رنکل شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

از پیدایہ ابوالکمال برقی نوشاہی

محمد حسن شاہ عارف معظّم

امام اولیاء شاہ مکتم

وصالش برقی گور روج معظّم ۱۲۶۴ھ

معظّم بود چوں آن شاہ والا

از سید غلام مصطفیٰ بر خوردار کی سانبالی

جوں بخت بروت شاہ حسن حور و غماں بگفت محبوبی
انتقالش بخت نوشاہی ہاتھم گفت "آہ مرغوبی" ۱۲۶۴ھ

قطب التکوین حضرت سید غلام شاہ نوشاہی ہاشمی

حضرت سید غلام محار شاہ نوشاہی حضرت سید حسن محمد شاہ عارف کے فرزند اکبر تھے۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۱۹ھ بروز دوشنبہ وارہ الولايت نوشاہیہ رنکل شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا حافظ سید عظیم اللہ نوشاہی سے حاصل کی حدیث اور فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی منطق اور فلسفہ کی کتابیں مولوی کریم بخش سے پڑھیں۔ علوم ظاہریہ کی تحصیل کے بعد اپنے والد ماجد کی بیعت ہو کر سلوک قادریہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ کے فضل و کمال کا بڑا شہرہ تھا۔ جموں، کشمیر، پونچھ اور ضلع ریاسی کے ہزاروں آدمی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

علاقہ راجوری کے کئی ہندو قبائل آپ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔
خصوصیات | آپ مادر زاد ولی تھے بچپن میں ہی آپ سے کرامات کا صدور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آپ تبع سنت اور عابد تھے۔ روزانہ پانچ سو نفل ادا کرتے تھے۔

وفات | آپ نے اپنی وفات سے دو ماہ پہلے اپنے انتقال کی خبر اپنے احباب کو فونے دی تھی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ بروز دوشنبہ نماز فجر ادا کرتے ہوئے آخری رکعت کے دم میں مسجد کے میں پیرہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ کا مزار اقدس موضع ٹھیکریاں شریف ضلع ریاسی میں گورستان گیلانیاں میں ہے۔ جہاں آپ اپنی وفات سے چند ماہ پہلے تشریف لے گئے تھے۔

خواص بکرمہویت سرکار بحر العلوم نوشاہی ہاشمی

اسم گرامی سید نصیر الدین اور خطاب مستطاب بحر العلوم ہے۔ آپ شاہ اللہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو پیار کی وجہ سے انسی م سے پکارت تھیں۔
ولادت حضرت سید سرکار بحر العلوم قدس سرہ مؤرخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۵۴ھ میں دربار حضرت نوشہ گنج بخش واقعہ رکل شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔
خصوصیات آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ علم و فضل اور کشف و کرامات میں یگانہ آفاق تھے۔ بڑے بارعب اور وجہ تھے۔ آپ سیف اللسان تھے۔ جو بات آپ کے منہ سے نکلتی وہ پوری ہو کر رہتی تھی۔

معاصرین علماء اور اولیاء آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ سائیں جمعہ خاں آف کوٹھکلاں، سید گلاب شاہ اور سائیں فضل مجذوب آپ کے خلفا سے شہرہ آفاق بزرگ تھے۔
 حضرت میاں محمد بخش، سائیں کالا مجذوب اور میاں محمد یوسف مجذوب نے کئی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کتاب فیض کیا۔

کرامت کی جمیع اقسام کا آپ سے ظہور ہوا۔ جو آج زبان زد خاص و عام ہیں۔
 حضرت سرکار بحر العلوم شریعت حقہ کی بہت زیادہ پابندی کرتے تھے۔ اور اپنے حلقہ نشینوں کو بھی شریعت کی پیروی کرنے کی سختی سے تلقین کرتے تھے۔ آپ بچکانہ نماز میں مسجد میں ادا کرتے تھے۔ اور نماز میں امامت کے فرائض خود ہی سرانجام دیتے تھے۔

وفات سیدنا کابلیں حضرت سید سرکار بحر العلوم قدس سرہ نے مؤرخہ ۳۴ ذی الحجہ ۱۲۶۰ھ بوقت عشاء تین بار اللہ اکبر کہہ کر انتقال فرمایا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ چکسوری میں ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

از سید غلام مصطفیٰ نوشاہی بر خوردار کی ساہنپالی المتخلص بہ نوشاہی

ولی خدا پاک روشن ضمیر بخت عروجش بشد بر سر یہ

زرت جیل آن پیر نوشاہیہ! بگو آہ آن ساکب بے نظیر ۱۲۴۰ھ

مورخہ ۳۲ ذی الحجہ کو ہر سال آپ کا سالانہ عرس نہایت شان و شوکت سے منعقد ہوتا ہے۔ اور بیساکھ کے آخر میں چک سواری شریف میں بھی آپ کا عرس کیا جاتا ہے۔

قطب الاقطاب سید چراغ محمد شاہ تیسرے

حضرت سید چراغ محمد شاہ قدس سرہ سرکار بحر العلوم کے فرزند ارجمند مرید اور

خلیفہ تھے۔ آپ مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ میں دارالولایت نوشاہیہ رکل شریف میں پیدا ہوئے۔

آپ پیکرِ جود و ایثار، پابندِ شریعت عالمِ علم لدنی اور عارف کامل تھے۔ آپ کی ذات گرامی سے سلسلہ عالیہ نوشاہیہ کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

آپ پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ سی حرفی نوشتہ گنج بخش اور چند دیگر اشعار آپ کی یادگار محفوظ ہیں۔

تلاوت قرآن مجید آپ کا محبوب عمل تھا۔ علاوہ ازیں نوافل اور وظائف قادریت پر مواظبت فرماتے تھے۔

آپ کی کرامات آج تک زبان زد خاص و عام ہیں۔ آپ بشارتِ پایہ طبیب بھی تھے۔

تصانیف حضرت قطب الاقطاب کی مندرجہ ذیل تصانیف موجود ہیں۔

(۱) ملفوظات حضرت بحر العلوم (۲) شرح صدی مسئلہ (۳) شجرہ شریف نوشاہیہ

(۴) سی حرفی حضرت نوشتہ گنج بخش (۵) مجربات قادریہ (۶) آداب طریقت

وفات آپ نے مورخہ ۹/۱۰ مارچ ۱۹۴۷ء کی درمیانی شب میں چار بج کر دس منٹ پر تین بار باواز بلند کلمہ شریف پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس چک سوار کی شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

وفات سے قبل آپ کے گیارہ ارشادات

۱۔ حضرت حکیم سید پیر عالم شاہ فرزند اکبر کو فرمایا کہ چک سوار کی والوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ رکھنا۔

۲۔ سید ابوالکمال برقی نوشاہی فرزند ثانی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے بیٹے میری وفات میں اب چند لمحے باقی ہیں۔ اب مجھے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے مجھے کوئی دوائہ دیا جائے۔

۳۔ فرمایا میرے غسل کے پانی میں میری کے پتے ڈال لینا۔

۴۔ فرمایا مجھے جلد ہی دفن کر دینا۔ اور لوگوں کا انتظار کر کے پھینک دینا نہیں کرنا۔

۵۔ فرمایا بزرگوں کی اطاعت، محبت اور شریعت محمدیہ کی پیروی کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا۔

۶۔ فرمایا موضع تنگ دیو والے دوکاندار کے چار پیسے میرے ذمہ ہیں۔ وہ ادا کر دینا۔

۷۔ فرمایا اپنی والدہ کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ میرا سے کہہ دو کہ وہ اپنے حقوق مجھے بخش دے۔

۸۔ فرمایا آپس میں ہمیشہ اتفاق سے رہنا۔

۹۔ سید ابوالکمال برقی فرزند ثانی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے بیٹے ہمیشہ

دینی امور میں مصروف رہنا۔

- ۱۰- فرمایا قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنا۔
- ۱۱- فرمایا مسافروں اور مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔

تاریخ وصال

از سید غلام مصطفیٰ صاحب المتخلص بہ نوشاہی برہنہ دار کی سہنپالی۔

حسرت و صدحیف ولی زماں	رفت بفرز دوس ز فانی جہاں
بہکت او بود بافتاق بس	رحمت او بود بعالم عیاں
عزت و تعظیم بعالم فنون	فیض بہر اہل تقیہ داو آن
صاحبہ و شاکرہ بعبادات بود	ذکرہ سبحاں بہر دم زباں
فنیح بہ کات و حیا و سخا	حافظ آداب طریقت چشماں
من چہ کنم مدحت عالی جناب	رتبہ اعلیٰ نہ ہمہ صوفیاں
چارہ پسر داشت بزرگ و وحید	ہست یکے برق معظم بچواں
مرفقہ او چک سوار کی شریف	ہست صلح میر پور اندر زماں
رحمت حق بارہ بقبر شریف	صبح و مساز اثرہ آل مردماں

و صل بہ نوشاہی عابد الملک
گفت "ز محبوب چہ راغ جناب" ۱۳۶۶ھ

ایضاً اولہ

چہ راغ شاہ سید قطب عالم	ز دنیا نشہ بخت خیر و سالم
خدا رحمت کند بر پسر کامل	و عا باشد ز ما بہ شیخ عامل
چوں نوشاہی بفرکش گشت محبوبس	
نہ از غیب شد منظور قوس	

۱۳۶۶ھ

سید مہبت شاہ شہید نوشاہی

آپ حضرت نوشہ گنج بخش کے پوتے سید محمد سعید شاہ دولا کے فرزند ارجمند تھے۔ صاحب کرامات کثیرہ تھے۔ مزار اقدس اگر وہ ضلع گجرات میں ہے۔ صداقت کنجاہی نے آپ کی شہادت پر ایک طویل قطعہ سے منقطع بلا خطا ہو

۷ سال تاریخ شہادت راجوں کریم رقم : لالہ فرورس شدال زاوہ کوہ و وقار ۱۱۲۶ھ (ثواب المناقب)

آپ حضرت دولا پاک کے فرزند ارجمند تھے۔ اور بڑے قوی الجذبہ بزرگ تھے۔ مزار اقدس رنمل شریف میں ہے۔

سید سلطان محمد نوشاہی

سید فقیر اللہ شاہ غازی سید محمد سعید دولا کے فرزند تھے۔ آپ کی سینکڑوں کرامات آج تک مشہور ہیں ہر سال ہارٹ کے مہینہ میں آپ کا عرس منعقد ہوتا ہے۔ مزار اقدس موضع سحر

حضرت سید فقیر اللہ غازی نوشاہی

بجوجاں ضلع میرپور میں ہے۔

آپ حضرت سید محمد سعید دولا کے فرزند ارجمند تھے۔ علم و فضل اور کشف و کرامات میں یگانہ آفاق تھے۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

حضرت سید عبد الرسول نوشاہی ہاشمی

آپ حضرت سید محمد ہاشم شاہ وریا دل کے فرزند ارجمند اور خلیفہ تھے۔ بڑے صاحب مین و برکت تھے۔ سید محمد حیات بن خردوی لکھتے ہیں: "عظمت اللہ کہ بعد از وصال پیر ایشاں بر سجادہ ہدایت

حضرت سید شاہ عظمت اللہ نوشاہی

تمکون شرو بیار کس از ایشاں بہرہ مند شدند (تذکرہ نوشاہی)

علامہ صداقت کنجاہی لکھتے ہیں: دوم نوہال نامی شاہ عظمت اللہ کہ ہنگام جلوس بر وسادہ سجادہ لمعات تجلیات مانند نخل طور بر چہنہ اوتافت۔ (ثواب المناقب) مولوی محمد اشرف منچری لکھتے ہیں: دوم عظمت اللہ کہ بعد از وصال مصطفیٰ نشین ش۔ بوجہ کمال (کثر الرحمت)

آپ نے ۱۰۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از سید ابوالکمال برق نوشاہی

سید والانس سلطان دین عظمت اللہ شاہ سجادہ نشین

وارث شاہ ہاشم دریا دے
نیرتاناں طریقت ذی جمال
برق وصل آن شہ فرخ شیم
گفت ہاتف گوز کی ذی حشم

ہادی راہ ہدایت کاملے
قطب عالم ست کاسات الوصال
حافظ سید قمر الدین نوشاہی قطب زمان سید سبحان علی
نوشاہی کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ عالم، فاضل، حافظ،
عارف، طبیب اور خوش نویس تھے۔

حضرت حافظ سید قمر الدین نوشاہی ہاشمی

روضۃ المجین فارسی، دستورالعلاج فارسی، مثنوی نیرنگ عشق اور مثنوی مولینا روم آپ کی خطی مکتبہ
نوشاہیہ ڈوگہ شریف میں محفوظ ہیں۔ آپ نے ۱۱ بھادوں ۱۲۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس پنڈ عزیز
ضلع گجرات میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ حکیم سید شاہ محمد نوشاہی ہاشمی کے فرزند تھے۔ علم و فضل
اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے۔ آپ مفتی سلیم اللہ لاہوری
کے شاگرد تھے۔ ۱۹۳۲ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے

حاجی سید فضل حسین شاہ نوشاہی ہاشمی

تھے۔ آپ ۱۲۲۸ھ میں ایک عظیم الشان دواخانہ کی بنیاد رکھی تھی جو آج تک قائم ہے۔ آپ اردو اور پنجابی کے شاعر
بھی تھے۔ شجرہ طریقت نوشاہیہ منظوم مجربات نوشاہی اور سی حدی حضرت نوشہ گنج بخش آپ کی یادگار موجود
ہے۔ آپ کا مزار اقدس پنڈ عزیز ضلع گجرات میں ہے۔

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید بنے شاہ تھا۔ آپ بڑے بالکلی
بزرگ تھے۔ مزار اقدس رنل شریف میں ہے۔ آپ صاحب تصانیف

سید حسن محمد نوشاہی ہاشمی

بھی تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی یادگار موجود ہیں: تحالف اصفیا
منظوم مطبوعہ، سوانح عمری حضرت نوشہ گنج بخش، ارمغان تصوف فارسی نثر، ہیرا پنجا، مرزا صاحبان،
سستی نیوں فارسی نظم علاوہ اس کے آپ کی تصنیف سے ایک فارسی مثنوی بھی ہے۔

سید نظام الدین نوشاہی ہاشمی حضرت سید سبحان علی
ہاشمی کے دوسرے فرزند تھے۔ علم و فضل، زہد و ریاضت
اور کشف و کرامات میں ممتاز تھے۔ آپ فارسی کے شاعر

حضرت سید نظام الدین نوشاہی ہاشمی

اور خوشنویس تھے۔ آپ کی خطی بیاض سید نظام الدین مکتبہ نوشاہیہ ڈوگہ شریف میں موجود ہے۔ آپ کا حلقہ ارادت

پڑا و بیع تھا۔ آپ کا مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنکل شریف میں ہے۔

حضرت مولوی سید محمد حسن نوشاہی حضرت سید نواب دین نوشاہی
باشمی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ بڑے متبحر عالم اور بلند پایہ صوفی
تھے آخر عمر میں آپ پر جذب غالب آگیا تھا۔ آپ کا مزار اقدس

بند عزیز صلح گجرات میں ہے۔

قطب زماں حضرت سید فضل عالم نوشاہی | آپ امام الاولیاء حضرت سید نظام الدین

نوشاہی باشمی کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ جلیل القدر صوفی اور بلند پایہ عالم تھے۔ آپ شاہ جی کے لقب
سے ملقب تھے سینکڑوں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ آپ کی اکثر کرامات آج تک زبان
رو خاص و عام ہیں۔ آپ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنکل شریف میں ہے۔

حضرت سید پیر محمد نوشاہی | سید پیر محمد نوشاہی سید فضل عالم عرف شاہ جی کے فرزند اکبر تھے۔

۱۲۸۲ھ میں دارالولایت نوشاہیہ رنکل شریف میں پیدا ہوئے آپ بڑے زائد اور صوفی تھے۔ پنجابی اور فارسی
کے شاعر تھے۔ آپ خوشنویس بھی تھے آپ کی تصانیف سے قصہ ملاں و ملنگ، شجرہ شریف نوشاہی، سہی
حرفی یاد فقیر مناقب حضرت نوشہ گنج بخش اور دیگر کئی کتابیں موجود ہیں۔ آپ نے ۱۳۰۰ھ میں داعی

اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنکل شریف میں ہے۔

سید محمد انور شاہ نوشاہی باشمی | سید محمد انور شاہ نوشاہی باشمی حضرت سید وزیر محمد شاہ کے

فرزند اکبر ہیں۔ عصر حاضر میں زہد و ریاضت اور عبادت میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند حکیم سید
الطاف الحق نوشاہی بھی یابن شریعت اور بلند پایہ صوفی ہیں۔

سائیں فتح محمد نوشاہی | سائیں فتح محمد نوشاہی حضرت سلطان شیر سجاری نوشاہی ساکن ڈروہ

شریف صلح گجرات کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ صلح گجرات کے شہرہ آفاق بزرگ حضرت خدائے

نوشاہی مدفون بندھی آوان صلح گجرات کی اولاد سے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ بڑے عابد، زائد اور

صائم الہر تھے۔ آپ نے چالیس سال صرف ایک پیالہ دودھ سے افطار کی۔ آپ نے دو بار قبر کے چلے

کاٹے تھے۔ آپ کا مزار موضع سید ابراہیم میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سید احمد دین شاہ نوشاہی | قطب التکوین سید غلام شاہ نوشاہی کے فرزند تھے صاحب

یمن و برکت اور عابد زائد تھے۔ علم و فضل اور کشف و کرامات میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے

مرید اور خلیفہ تھے حضرت سید احمد دین شاہ نے قرآن مجید اپنے ماموں سید عمر بخش رسول نگری سے پڑھا۔ اور اس کے بعد لاہور میں آٹھ سال دینی علوم کی تحصیل کرتے رہے ۱۳۰۴ھ میں رنخل شریف سے چکسوار کی شریف میں اپنی سکونت منتقل کر لی آپ پنجابی کے شاعر بھی تھے ایک سی حرفی آپ کی یادگار باقی ہے۔
آپ نے ۹ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ میں انتقال فرمایا مزار اقدس حضرت بحر العلوم کے مزار پاک سے غریباً چابک سواری شریف میں ہے۔

حضرت سید فضل شاہ قلندر نوشاہی امت باوہ الست حضرت سید محمد فضل شاہ قلندر نوشاہی حضرت سید احمد دین شاہ کے فرزند ارجمند تھے آپ رنخل شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے تھے تعلیم دینی اپنے والد ماجد اور سرکار العلوم سے حاصل کی تھی آپ اپنے تایا سرکار بحر العلوم کے مرید اور خلیفہ تھے بڑے صالح متقی اور صاحب علم و فضل تھے بیعت ہونے کے بعد آپ پر جذب اول مستی کا غلبہ ہو گیا تھا۔

حضرت سید فضل شاہ قلندر سے بیسیوں کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے ارشاد کیا تھا کہ گورستان نوشاہیہ میں ایک قبر کھودی جا رہی ہے میں نے جب ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تمہاری قبر ہے چنانچہ تیسرے روز آپ کی وفات ہو گئی اور اسی مقام پر آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ نے ۹ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ میں کلمہ شریف پڑھتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔
قطعہ تاریخ وفات از سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین ڈوگرہ شریف ضلع گجرات

فضل شاہ قلندر مست ذی جاہ
ز وصلش برق از ہالف چوں پر سید
فضل شاہ قلندر مست و مجذوب
چوں پر سید ز وصلش ہالف
کہ از سر حقیقت بود آگاہ
بگفتا گو: ولی سید فضل شاہ
بجنت رفت چوں آل نیک اسلو
بگو: قیوم اعظم قطب محبوب

قطعہ تاریخ وفات از سید غلام مصطفیٰ نوشاہی بر خور داری
چوں شد فضل حسین از اقربا دور
چو نوشاہی لشکر کرد تاریخ
بفردوس بریں شد شاد مسرور
بجنت گفت رضوان حبیب محفوظ
۱۳۲۶ھ

وفات کے بعد کیفیت وجہ حضرت سید فضل شاہ قلندر کو وفات کے بعد جب غسل دئے کر چارپائی پر رکھا گیا تو آپ کے مرید سائیں فضل دین نے ایک کانی پڑھی تو آپ کے جسد اطہر پر وجہ طاری ہو گیا اور

آپ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ اور زبان مبارک سے ہوتی کی صدا آنے لگی سینکڑوں آدمیوں نے آپ کی کیفیت دیکھی بلکہ تا دم تحریر نڈا کئی آدمی بقید حیات موجود ہیں جو اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔ ہرگز نمیر و آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت امت بر جریدہ عالم دوام ما

حضرت سید فضل شاہ قلندر نوشاہی قدس سرہ کا مزار اقدس گورستان نوشاہیہ چک سوارہ می شریف میں اپنے والد ماجد کے مزار سے غربی جانب چوترا پر ہے۔

حضرت سید محصوم شاہ نوشاہی آپ حضرت سید سرکار بحر العلوم قدس سرہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ آپ کا اسم گرامی خوشی محمد تھا لیکن آپ سید محصوم شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یکم محرم الحرام ۱۲۰۴ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ چک سوارہ می شریف ضلع جہلم میں ہے جہاں ہر سال نہایت تزک و احتشام سے آپ کا عرس منعقد ہوتا ہے۔ آپ کے مزار سے ایاز ولایت درخشاں ہیں اور سینکڑوں حاجت مند فیضیاب ہو رہے ہیں۔

سید سچان علی نوشاہی ہاشمی آپ قطب زمان سید خان عالم شاہ نوشاہی ہاشمی کے فرزند ارجمند تھے۔ علم و فضل اور کشف و کرامات میں یگانہ آفاق تھے۔ ہزاروں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ راجہ شیرجنگ نے موضع رحمانپورہ کی نصف اراضی آپ کو بطور جاگیر دی تھی۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔

آپ کا مزار موضع بنڈ عزیز ضلع گجرات میں ہے۔

حضرت سید نور علی مجدد و پ نوشاہی ہاشمی حضرت سید نور علی نوشاہی سید خان عالم شاہ کے فرزند تھے۔ حضرت میاں محمد بخش مصنف سیف الملکوک نے تذکرہ مقیمی میں لکھا ہے۔

کہ آپ مست مجذوب اور صاحب حال ولی تھے۔ آپ کو علاقہ کے راجگان نے کچھ اراضی بطور جاگیر دی تھی جو موضع بلوارہ میں آج تک آپ کی اولاد کے تصرف میں ہے۔ آپ نے ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۳۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا مزار اقدس موضع سمواں شریف ضلع میرپور میں ہے۔

سید ابوالکمال بریق نوشاہی آپ کا اسم گرامی غلام رسول شاہ کنیت ابوالکمال اور تخلص بریق ہے آپ اپنی کنیت اور تخلص سے ہی مشہور ہیں۔

سید ابوالکمال بریق قطب الاقطاب حضرت سید جبرائیل محمد شاہ نوشاہی کے فرزند دوم تھے۔ آپ ۲ محرم الحرام ۱۲۴۳ھ بروز جمعہ المبارک دارالفیض نوشاہیہ چک سوارہ می شریف میرپور آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔

آپ نے چھ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے قرآن مجید ختم کیا اور مولوی غلام حسین مکلیا لوی سے کریمیا اپنا نامہ اور پہلے پارہ کا ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد دارالعلوم نقشبندیہ علی پور، دارالعلوم محمدیہ چوٹاہ دارالعلوم حنفیہ غنیہ سیالکوٹ اور بعض دیگر مدارس میں عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ نے ۱۳۵۸ھ کی درمیانی شب بوقت گیارہ بجے شب اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور ان کے زیر سایہ سلوک قادریہ کے منازل طے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آج کل ڈوگر ضلع گجرات متصل دونائگرہ مقیم ہیں۔

سید محرف حسین شاہ عارف نوشاہی آپ کا اسم گرامی سید معروف حسین شاہ اور تخلص

عارف ہے۔ قطب اقطاب حضرت سید چراغ محمد شاہ نوشاہی کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء بروز ہفتہ چاک سواری تشریف میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ سید ابوالکمال برق نوشاہی اور والد ماجد سے حاصل کی ۱۹۵۴ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

میٹرک کے بعد آپ نے دینی علوم کی طرف توجہ دی چنانچہ فارسی کی کتابیں آپ نے مفتی اعجاز ولی خاں رضوی، حافظ محمد عظیم نوشاہی، سید عبدالقادر ایم اے مولوی محمد یوسف لاہوری، تقاضی عبد الغفور اور مولانا علی احمد خاں سے پڑھیں۔ عربی، صرف، نحو، منطق، کلام، ادب، فلسفہ اصولی، فقہ، حدیث اور تفسیر کی کتابیں آپ نے علامہ عبدالحی مردانوی، مولانا اللہ بخش چشتی، مولانا عبد المتین برہاری، حافظ محمد یوسف چشتی، مولوی نور محمد چشتی اور علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری سے پڑھیں۔

علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد آپ نے سید ابوالکمال برق نوشاہی کی بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی علم و فضل اور زہد و ریاضت میں بیکتاے روزگار ہونے کے علاوہ شاعر، مصنف اور بہترین مبلغ اسلام ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر بہت سے یورپین غیر مسلم لاکھتے ہیں۔

۱۹۶۳ء میں آپ نے بریڈ فورڈ انگلینڈ میں ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا جس کا نام جمعیت تبلیغ الاسلام ہے اور دنیا بھر میں اہلسنت والجماعت کی واحی تبلیغی جماعت ہے جو بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ آپ نے انگلستان میں کئی مسجدیں تعمیر کیں ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کئی دینی درسگاہیں بھی وہاں قائم کیں ہیں۔ بریڈ فورڈ میں کئی لاکھ روپے خرچ کر کے آپ نے مسجد تبلیغ الاسلام تعمیر کی ہے آپ دوبارہ حج کی سعادت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔ پچھلے سال آپ نے مکہ شریف میں ایک عظیم الشان تبلیغی ادارہ "آل ورڈ اسلامک مشن" قائم کیا ہے۔ برصغیر پاکستان اور انگلستان میں آپ کے ہزاروں عقیدت مند ہیں۔

نوگزنے بزرگ

پنجاب کے دیہات میں بالعموم اور گجرات کے دیہات میں بالخصوص بعض جگہ بہت لمبی لمبی قبروں کے نشانات ملتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نوگزنوں کی قبریں ہیں۔ ان نوگزنوں کے مزارات سے عجیب و غریب روایات وابستہ ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ازمنہ قبل از تاریخ کے انسان ہیں۔ اور ان میں سے بعض پتھروں کی قبریں ہیں۔ جن کے اس زمانے میں قد نوگزنے جیسے تھے موجودہ سائنسی اور تحقیقی دور میں لوگ اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اتنے لمبے قد کے لوگ کوئی اربوں سال پرانے ہو سکتے ہیں۔ ہزاروں سال سے وابستہ تاریخ میں آدم کی اولاد کے قد موجودہ دور سے قدرے لمبے ہو سکتے ہیں۔ لہذا پتھروں کی قبروں اور نوگزنے بزرگوں کی قبروں کا تصور غلط ہے۔

کچھ لوگ نوگزنوں کی توجیہ کرتے ہیں کہ یہ لفظ حقیقت میں نوغز سے نکلا ہے۔ زمانہ قبل میں بڑا بیاں ہوئیں۔ جو لوگ غزوہ میں یا لڑائی میں مارے گئے ایک ایک کر کے ان کو دفن کرنا آسان نہ تھا۔ لہذا ایک لمبی خندق کھودی۔ اس میں چار چار پانچ پانچ غاز کی دفن کروائیے گئے۔ قبریں ضرورت سے قدرے لمبی ہو گئیں۔ پہلے نوغزوں کی قبروں کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ جو بعد میں صوتی

اعتبار سے بگڑ کر لوگڑے بن گئے۔ اور ان سے یہ روایات وابستہ ہو گئیں یہ تو جہیہ قدر سے قرین قیاس ہے۔ اگر تاریخ کہیں ان علاقوں میں اسلامی لڑائیوں کی نشاندہی کر دے۔ کیونکہ غزوہ اسلامی لڑائی کے لئے وضع ہوا۔ اور اس علاقہ میں قبروں کا عام رواج اسلام کی روایت ہے۔ ہندو لوگ اپنے مروے جلا یا کرتے تھے۔ اور جلا یا کرتے ہیں۔

بہر حال اس علاقہ میں جن لوگڑوں یا نوغزوں کی قبروں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ان کی مقوڑی سی تفصیل اور جو روایات وابستہ ہیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ ضلع گجرات میں شمال مشرق کی جانب کرٹانوالہ کی طرف بھڑیلہ شریف ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک قبر ستر گز لمبی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں۔ یہ حضرت آدم کے کسی بیٹے کی قبر ہے۔ بعض لوگ ان کو حضرت نوح کا کوئی بیٹا بتاتے ہیں۔ یہ متضاد آراء مشہور ہیں۔ بعض لوگ خود اس کو پیغمبر گردانتے ہیں۔ اور اس کا نام طہنوف علیہ السلام بتاتے ہیں۔ قبر کے متعلق روایت ہے کہ ہر سال اس کی پیمائش ہوتی ہے۔ کبھی یہ آدھ گز بڑھ جاتی ہے۔ اور کبھی آدھ گز کم ہو جاتی ہے۔ ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔

۲۔ موضع شیخ چوکانی میں بھی ایسی ایک مزار موجود ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بیٹے کی قبر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۔ موضع جم وچوپالہ کے پاس ایک قبر حضرت طالون علیہ السلام کی بتائی جاتی ہے۔ منشی نادر حسین نادر قریشی ساکن جم روحانی طور پر ان کے عقیدت مند تھے۔ ان کی تعریف میں متعارف نظریں لکھیں جن میں سے چند اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

۴۔ موٹا متصل ٹانڈہ ضلع گجرات میں ایسی ہی ایک قبر ہے۔ صاحب قبر کا نام نقیب طوش بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ نجان متصل مناور میں نوگرا مزار ہے۔ صاحب مزار کا نام سلطان قینٹ ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔

۶۔ موٹھ چھنب میں فلساوش کا مزار ہے۔ یہ بھی یوسف کی اولاد میں سے ہے۔

۷۔ دیوا میں سلطان صلواورش کا مزار ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

۸۔ ڈالہ میں نوگرا مزار ہے۔ صاحب قبر کا نام ہرشیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

تفصیل سے حالات مناقب محمود کی جلد اول ص ۱۹۳، ص ۱۹۴ و جلد سوم ص ۶۴۹

ص ۶۵۲ درج ہیں۔

مقامات محمود ۱۹۳

کتابیات

اس مقالہ کی تدوین کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔
فہرست باعتبار حروفِ تہجی ہے۔

- | | | | |
|-----|-----------------------------------|--------------------------------------|--------|
| ۱۔ | اذکارِ نوشاہیہ | سید شریف احمد شرافت | مطبوعہ |
| ۲۔ | انشائی حافظ نور اللہ | حافظ نور اللہ | قلمی |
| ۳۔ | اسرار الصدق | قاضی فضل حق وزیر آبادی | قلمی |
| ۴۔ | بیاض شیخ عبداللہ | شیخ عبداللہ ساکن چک عمر | قلمی |
| ۵۔ | بیاض مولوی سلام اللہ | مولوی سلام اللہ ساکن چک عمر | قلمی |
| ۶۔ | بیاض علامہ محمد عبدالکریم قزلباشی | علامہ محمد عبدالکریم قریشی قلعہ داری | قلمی |
| ۷۔ | بیاض سید شریف احمد شرافت | سید شریف احمد شرافت | قلمی |
| ۸۔ | بیاض راقم احمد حسین احمد | احمد حسین احمد قریشی | قلمی |
| ۹۔ | بیاض نوشاہی | سید غلام مصطفیٰ نوشاہی | قلمی |
| ۱۰۔ | بیاض سید معصوم شاہ | سید معصوم شاہ سادہ چک | قلمی |
| ۱۱۔ | تذکرہ نوشاہیہ | حافظ محمد حیات نوشاہی | قلمی |
| ۱۲۔ | تذکرہ کاملان رام پور | احمد علی شوق | مطبوعہ |
| ۱۳۔ | تذکرہ بزرگان کھنڈیہ والہ | نام معلوم | قلمی |

قلمی	منشی ناور حسین ناور	۱۳- تذکرہ صدیقیاں
مطبوعہ	مولف نامعلوم	۱۵- تاریخ خوارزمی
مطبوعہ	منشی گنیش واس قانوںگوئی گجرات	۱۶- چہارہ باغ پنجاب
مطبوعہ	محمد یونس کاظمی	۱۷- چشمہ ولایت حیات شاہ ولایت
قلمی	احمد حسین احمد	۱۸- حضرت شیخ الہ داد سری اور انکا خاندان
مطبوعہ	احمد حسین احمد	۱۹- خواجہ سنا اللہ پیر خرابات
مطبوعہ	مفتی غلام سرور لاہوری	۲۰- خزینۃ الاصفیاء سہروردیہ
مطبوعہ	سید شریف احمد شرافت	۲۱- ذکر نوشاہی
مطبوعہ	مولوی محبوب عالم سیاروی	۲۲- ذکر خمیر
قلمی	مرزا احمد بیگ لاہوری	۲۳- رسالہ الاعجاز
مطبوعہ	صاحبزادہ سید محمد یوسف	۲۴- راہ نجات
قلمی	سید فیض الحسن منگو والی	۲۵- ریاض الفیضہ
قلمی	منشی ناور حسین ناور	۲۶- سک الجواہر
قلمی	مولوی محمد صالح کنجاہی	۲۷- سلسلۃ الاولیاء
قلمی	شہزادہ داراشکوہ	۲۸- سکنۃ الاولیاء
مطبوعہ	مولوی اکبر علی	۲۹- سلیم الثوارمخ
قلمی	سید شریف احمد شرافت	۳۰- شریف الثوارمخ
مطبوعہ	مولوی عبد الماک	۳۱- تاریخ شاہان گوجرہ
قلمی	بدر رفیقی	۳۲- شجرہ خاندان حضرت طاہر بندگی
قلمی	نام معلوم	۳۳- شجرہ میاں جعفر کنجاہی

- ۲۴- فرحت الناظرین
۲۵- فیض الالبین
۲۶- کنز الرحمت
۲۷- کرامت نامہ حضرت شاہ دولہ
۲۸- کرسی نامہ عرب
۲۹- کلیات نظام
۳۰- گلہائے عقیدت
۳۱- لمعات چراغ
۳۲- مقالہ محمد صالح کنجاہی
۳۳- مقالہ خاندان نوشاہیہ
۳۴- مقامات قطبیہ
۳۵- مقامات محمود
۳۶- مکتوبات مطہرات
۳۷- متنوی معارج
۳۸- وقائع معین الدین پور
- قاضی محمد اسلم
محمد شفیق
مولوی محمد اشرف منجری
مشتاق رام
حکیم خدابخش گجراتی
مرتبہ کلب علی خاں فائق
مرتبہ صدیق ظفر
صاحبزادہ ظفر علی عباسی
احمد حسین احمد
احمد حسین احمد
قریشی محمد شہیر
معتوق یار جنگ
صاحبزادہ ظفر علی عباسی
لکھن شاہ
- مطبوعہ
تفہمی
تفہمی
تفہمی
مطبوعہ
مطبوعہ
مطبوعہ
مطبوعہ
مطبوعہ
تفہمی
تفہمی
مطبوعہ
مطبوعہ
مطبوعہ
تفہمی

تمت باب الخیر

ابوالکلام آزاد کی تصانیف

متذکرہ	مسئلہ خلافت
غیبِ رِخاطہ	تحریکِ آزادی
کاروانِ خیال	شہادتِ حسین
مکالماتِ ابوالکلام آزاد	انتخابِ اہللال
مکاتیبِ ابوالکلام آزاد	حضرت یوسف علیہ السلام
قولِ فیصل	امم الکتاب
خطباتِ ابوالکلام آزاد	ولادتِ نبوی
مضامینِ اہللال	آثارِ سیاست
اصحابِ کعبہ	مسلمان عورت
البیرونی اور جغرافیہ عالم	قرآن کا قانونِ عروج و زوال
صبحِ امتیاز	طنزیاتِ آزاد
ابوالکلام آزاد (فکر و فن)	صدائے رفعت

خواجہ آزاد

۱۳۱۳- ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ

لاہور ۲

